ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

اگست 2020ء جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 08

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا عالی مقام

بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

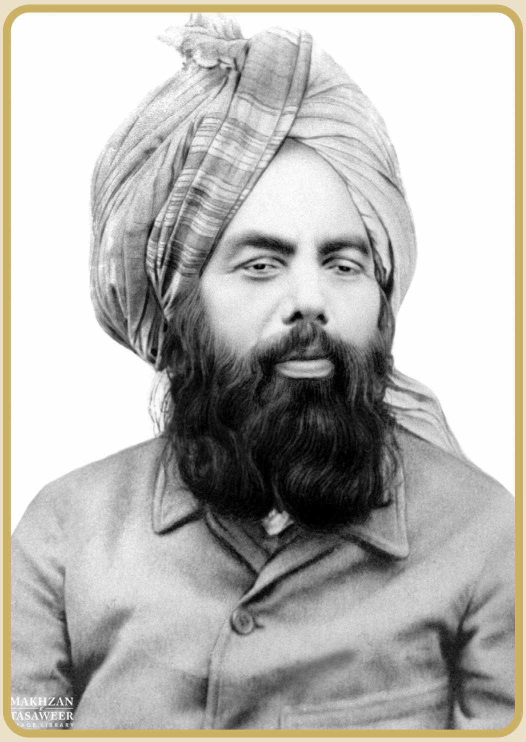

''ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے...... دُنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔مگر حسینؓ طاہر مطہّر تھا اور بِلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بِلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلبِ ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر، استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اِقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 544-545)

محرم اور درود شریف

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اگر محرم کا مہینہ ہمیں کوئی سبق دیتا ہے تو یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر ہمیشہ درود بھیجتے رہیں۔ زمانے کے امام کے مقاصد کے حصول میں درود، دعاؤں اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور یزیدی صفت لوگوں کے سامنے استقامت دکھاتے ہوئے ہمیشہ ڈٹے رہیں''۔ (خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 636)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

اِسلام چیز کیا ہے، خدا کے لئے فنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اعلانِ عام فرما دیا ہے کہ یقیناً دین اللہ کے نزدیک اِسلام ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ذریعہ بنی نوع انسان کو ایک مکمل اور جامع ضابطہ حیات عطا فرمایا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا اللہ کے دین کے سوا وہ کچھ اَور پسند کریں گے؟ جبکہ تمام فطرت اسے قبول کرنے کا اظہار کر رہی ہے۔ یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد اللہ نے اپنا فیصلہ ان الفاظ میں فرمادیا کہ جو بھی اِسلام کے سِوا کوئی دین پسند کرے تو ہر گز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

ایسا غیر معمولی اور عظیم الشان دعویٰ کوئی مالک الکل اور احکم الحاکمین ہستی ہی کر سکتی ہے۔ چنانچہ اسلام کی تعلیمات پر محض ایک نظر ڈالنے سے ہی یہ بصیرت عطا ہوتی ہے کہ یہ دعویٰ واقعۃً درست ہے کیونکہ اس کا ہر حکم نوعِ اِنسان کی خیر خواہی، بھلائی، بہبود اور ترقی کے لئے ہے۔ اس سے بلائیں، آفات اور تکالیف دور کرنے کے لئے ہے۔ جیسا کہ فرمایا یہ نبی امّی آخر نیک باتوں کا ہی تو حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا اور ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتا ہے، ان سے ان کے بوجھ اور طوق اتارتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔

اس اصولی بیان کی روشنی میں اسلام کی تمام تر تعلیمات کو دیکھ لیں، اس کا ہر ہر حکم انسان کی جسمانی صحت ، روحانی زندگی اور معاشرتی امن وسکون نیز ترقی و خوشحالی کی نویدِ فتح وظفر لئے کھڑا ہے اور آج کا ترقی یافتہ ہونے کا دعویدار معاشرہ بھی اپنی تمام تر مادی کامیابیوں کے باوجود اسلام کی اس خوبصورت، حسین اور پائیدار تعلیم کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔ عائلی معاملات کے بارہ میں احکام یا حرمت خنزیر و شراب اور جوا کے بارہ میں ہدایات، سود کی مناہی ہو یا مسئلہ جنگ و جدال ہو، ہر جگہ اسلام اور قرآن ایک خیر خواہ مصلح اور مربی بن کر کھڑا ہے اور درس دیتا ہے کہ ہماری تمام روحانی، اخلاقی، دینی اور دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سب سامان قرآن کریم میں موجود ہیں لیکن افسوس کہ لوگوں کی اکثریت کو اُس وقت ان کی افادیت کا احساس ہوتا ہے جب پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے۔ تب یہ صداقت بڑی شان کے ساتھ ابھر کر سامنے آتی ہے کہ ”یقیناً دین اللہ کے نزدیک اِسلام ہی ہے“ اور اس امر کی حقیقت سمجھ آتی ہے کہ ”جو بھی اِسلام کے سِوا کوئی دین پسند کرے تو ہر گز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا“۔

دراصل ان احکام پر عمل کرنا ایک قربانی چاہتا ہے، اپنی سفلی خواہشات کو مارنا پڑتا ہے، عیش و عشرت چھوڑ کر سادہ اور صاف ستھری پاکیزہ زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ ان اسلامی تعلیمات پر عمل ہی اسلام یعنی کامل فرمانبرداری ہے گویا اپنا سب کچھ چھوڑ کر خدائے بزرگ و برتر میں کھو جانا ہے ؎ اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا

اخبار احمدیہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ذوالحجہ1441/محرم1442ہجری قمری اگست2020ء جلدنمبر21 شمارہ نمبر08 ظہور 1399ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ، قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
05	تبرکات
06	نظم: اِسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
07	اسلام کی حسین تعلیم اور یونیسکو کے عظیم مقاصد
12	پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
15	اسلام کالایا ہوا عظیم انقلاب
18	تعارف کتب: ’’تذکرہ‘‘
19	ہجری شمسی کیلنڈر کا آٹھواں مہینہ ’’ظہور‘‘
21	مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل (قسط سوم، آخری)
27	جلسہ سالانہ سے وابستہ یادیں
32	ایک خصوصی سائیکل سفر
33	ہے اَزل سے یہ تقدیرِ نمرودیت
35	جماعت احمدیہ جرمنی کا شعبہ مال
40	جماعت احمدیہ جرمنی کے سیکرٹریان مال جرمنی
43	ایک صحت مند اور نفع بخش مشغلہ ’’مگس بانی‘‘
46	مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر
48	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیر

محمد انیس دیالگڑھی

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

مینیجر

سید افتخار احمد

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main,Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں

https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

15

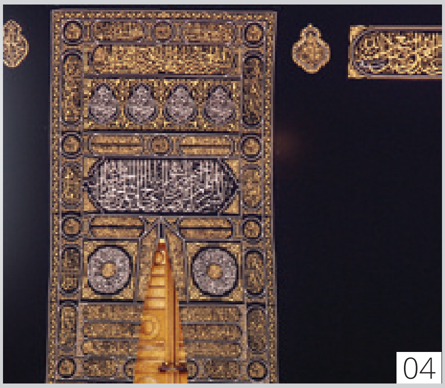
04

19

07

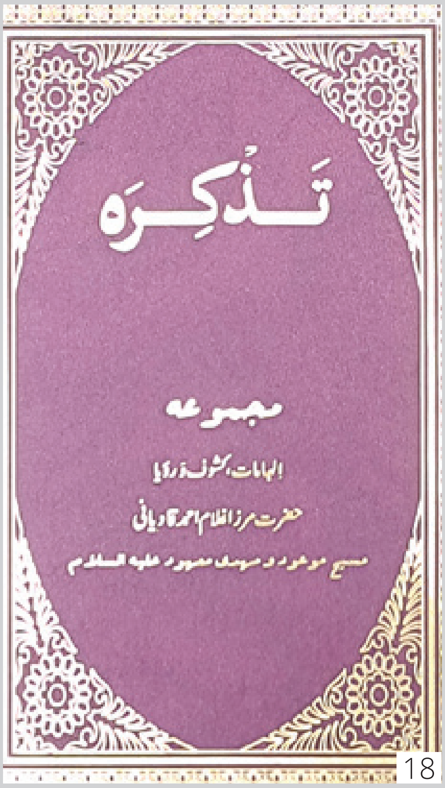

18

35

43

33

قال اللہ جلّ جلالہٗ

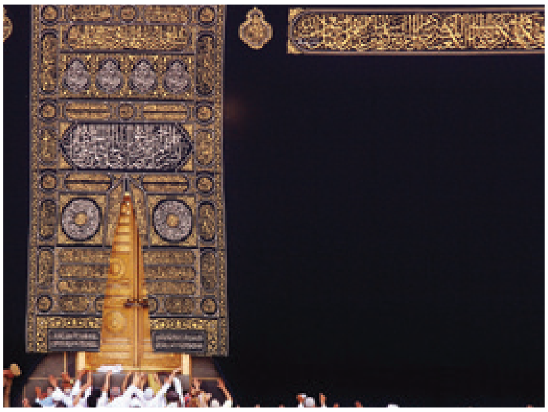

وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ وَ ہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۝

اور جو بھی اسلام کے سوا کوئی دین پسند کرے تو ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔

(آل عمران:86)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ رِضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ’’بُنِیَ الۡاِسۡلَامُ عَلٰی خَمۡسٍ شَہَادَۃِ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوۡلُ اللّٰہ، وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ، وَ اِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ، وَحَجِّ الۡبَیۡتِ، وَصَوۡمِ رَمَضَانَ۔‘‘

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ اوّل یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے۔ دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکوۃ دینا، چوتھے بیت اللہ کا حج کرنا، پانچویں روزے رکھنا۔‘‘

(بخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس)

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام ایک ایسا بابرکت اور خدا نما مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص سچے طور پر اس کی پابندی اختیار کرے اور ان تعلیموں اور ہدایتوں اور وصیتوں پر کاربند ہو جائے جو خدائے تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف میں مندرج ہیں تو وہ اسی جہان میں خدا کو دیکھ لے گا۔ وہ خدا جو دنیا کی نظر سے ہزاروں پردوں میں ہے اس کی شناخت کیلئے بجز قرآنی تعلیم کے اور کوئی بھی ذریعہ نہیں۔قرآن شریف معقولی رنگ میں اور آسمانی نشانوں کے رنگ میں نہایت سہل اور آسان طریق سے خدائے تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور اس میں ایک برکت اور قوتِ جاذبہ ہے جو خدا کے طالب کو دمبدم خدا کی طرف کھینچتی اور روشنی اور سکینت اور اطمینان بخشتی ہے اور قرآن شریف پر سچا ایمان لانے والا صرف فلسفیوں کی طرح یہ ظن نہیں رکھتا کہ اس پُر حکمت عالم کا بنانے والا کوئی ہونا چاہیے بلکہ وہ ایک ذاتی بصیرت حاصل کرکے اور ایک پاک رؤیت سے مشرّف ہوکر یقین کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے کہ فی الواقع وہ صانع موجود ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 26-25)

اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

پس اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ وہ تعلیم کی رُو سے ہر ایک مذہب کو فتح کرنے والا ہے۔ اور کامل تعلیم کے لحاظ سے کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔... پھر دوسری قسم فتح کی جو اسلام میں پائی جاتی ہے جس میں کوئی مذہب اس کا شریک نہیں اور جو اس کی سچائی پر کامل طور پر مُہر لگاتی ہے اُس کی زندہ برکات اور معجزات ہیں جن سے دوسرے مذاہب بکلی محروم ہیں۔ یہ ایسے کامل نشان ہیں کہ اُن کے ذریعہ سے نہ صرف اسلام دوسرے مذاہب پر فتح پاتا ہے بلکہ اپنی کامل روشنی دکھلاکر دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اسلام کسی دعویٰ کا نام نہیں بلکہ اسلام یہ ہے کہ اپنی اصلاح کرکے سچا نمونہ ہو۔ صلح وآشتی سے کام لے۔ فرماں بردار ہو، سارے اعضاء قلب، زبان، جوارح، اعمال واموال انقیادِ الٰہی میں لگ جائیں۔ منہ سے مسلمان کہلا لینا آسان ہے۔ شرک، حرص، طمع اور جھوٹ سے گریز نہیں۔ زنا، چوری، غفلت اور کینہ، ایذا رسانی سے دریغ نہیں۔ پھر کہتا ہے مَیں فرماں بردار ہوں۔ یہ دعویٰ غلط ہے۔

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 239)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

(اللہ تعالیٰ۔ناقل) فرماتا ہے اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ دین کو کامل کرنے کے نتیجہ میں میں نے اپنا انعام تم پر مکمل کر دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے سارے احکام کوئی نہ کوئی خوبی اور حکمت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس کے احکام صرف حکم کے طور پر نہیں بلکہ ان میں انسانی فائدہ اور اس کی ترقی کو ملحوظ رکھا گیا ہے اگر یہ معنی نہ لئے جائیں تو اکمالِ دین کا نتیجہ اتمامِ نعمت نہیں ہوسکتا۔ یہ نتیجہ تبھی پیدا ہوسکتا ہے جب دین کے تمام احکام ہمارے لئے نعمت ہوں تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ہمارا دین مکمل ہے اور چونکہ اس کا ہر حکم ہمارے فائدہ کے لئے ہے اس لئے دین کے مکمل ہونے کے ساتھ انعام بھی مکمل ہوگیا ہے۔ یہ اسلامی شریعت کی ایک ایسی خصوصیت ہے جو اسے تمام شریعتوں سے ممتاز کرتی ہے۔ (انوار العلوم جلد 21 صفحہ 257)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

جو دین مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے اور جو شریعت کامل ہے وہ قرآن کریم میں ہے پس اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ میں یہ فرمایا کہ اگر تم اپنے ربّ کو راضی کرنا چاہتے ہو اگر تم اس کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو اگر تم اس سے تعلق محبت قائم کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے صرف یہی راہ ہے کہ قرآن کریم کی پوری اتباع کرو اور اس یقین پر قائم ہو جاؤ کہ ہماری تمام روحانی، اخلاقی، دینی اور دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سب سامان قرآن کریم میں موجود ہیں اور اگر ہم ان روحانی اسباب سے فائدہ اٹھائیں اور ان پر عمل کریں تو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرسکتے ہیں۔ (خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 222)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''اسلام ایک ایسا کامل مذہب ہے جو حسن سے لبالب بھر چکا ہے اور چونکہ اس کے حسن میں اضافہ نہیں ہوسکتا اس لئے آخری ہے۔ اس دعویٰ کو جب ہم دنیا کے دیگر مذاہب کے ساتھ پرکھتے ہیں تو ہر اُس شعبے میں جس میں مذہب تعلیم دیتا ہے، اسلام کی تعلیم زیادہ خوبصورت، کامل بلکہ اکمل دکھائی دیتی ہے۔ کوئی ایک بھی شعبہ زندگی کا نہیں جس میں انسان کو دلچسپی ہو یا انسان کے لئے دلچسپی ہونی چاہیے اور اُس شعبے میں قرآن کی تعلیم باقی تمام مذاہب کی تعلیم سے زیادہ حسین تر اور مناسب تر نہ ہو۔''

(خطبات طاہر جلد 12 ص 466)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اس زمانے میں اسلام ہی وہ آخری مذہب ہے جو سب سچائیوں کا مرکز ہے۔ یہی وہ واحد مذہب ہے جو اپنی تعلیم کو اصلی حالت میں پیش کرتا ہے۔ یہی وہ واحد مذہب ہے جس میں ابھی تک خدا تعالیٰ کی کتاب اپنی اصل حالت میں موجود ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک موجود رہے گی۔ یہ قرآنِ کریم کا دعویٰ ہے جو سچائی اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ باقی سب مذہبی کتب میں کہانیوں اور قصوں اور جھوٹ کی ملونی ہوچکی ہے۔ پس اس سچائی سے دنیا کو روشناس کروانا ایک مسلمان کا فرض ہے۔

(خطبات مسرور جلد نہم صفحہ 455۔خطبہ جمعہ 9/ستمبر 2011ء)

اِسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے

اِسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اَے سونے والو جاگو! شمسُ الضّحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

دنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دَارُالشّفاء یہی ہے

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف مَیں نے دیکھا بُستاں ہَرا یہی ہے

اِسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دُشمن بَلا یہی ہے

جب کُھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

مِلتی ہے بادشاہی اِس دِیں سے آسمانی
اَے طالبانِ دولت! ظِلِّ ہُما یہی ہے

کرتا ہے معجزوں سے وُہ یار دِیں کو تازہ
اِسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

(انتخاب از شانِ اسلام۔ درثمین)

اسلام کی حسین تعلیم اور یونیسکو کے عظیم مقاصد

غربت کا خاتمہ، فروغ تعلیم، انسانی حقوق، ورثوں اور ثقافتوں کی حفاظت

یونیسکو کے زیر انتظام منعقدہ ایک تقریب (08/ اکتوبر 2019ء، UNESCO بلڈنگ پیرس، فرانس) میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مہمانانِ کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سب سے پہلے میں UNESCO کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آج ہمیں یہاں اس پروگرام کے انعقاد کی اجازت دی۔ نیز میں تمام مہمانان کرام کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو ہماری دعوت قبول کرتے ہوئے آج یہاں ایک ایسے شخص کی تقریر سننے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں جو کہ نہ تو سیاستدان ہے، نہ کوئی سیاسی لیڈر اور نہ ہی کوئی سائنسدان، بلکہ ایک مذہبی جماعت یعنی احمدیہ مسلم کمیونٹی کا لیڈر ہے۔

UNESCO کے بنیادی مقاصد بہت عمدہ اور قابل ستائش ہیں۔ میرے علم کے مطابق اس کے مقاصد میں پوری دنیا میں امن اور باہمی عزت و احترام کا قیام، قانون اور انسانی حقوق کی پاسداری اور تعلیم کو فروغ دینا شامل ہیں۔ UNESCO آزادیٔ صحافت اور مختلف ورثوں اور ثقافتوں کی حفاظت کو بھی فروغ دیتی ہے۔ اس کے مقاصد میں غربت کا خاتمہ اور عالمی سطح پر دیرپا ترقی اور نشوونما کو فروغ دینا بھی شامل ہے۔ پھر UNESCO اس بات کو بھی یقینی بنانے کی کوشش کرتی ہے کہ انسان اپنے پیچھے ایسا ترکہ چھوڑ کر جائے جس سے آنے والی نسلیں مستفیض ہوتی رہیں۔

آپ کو شاید یہ جان کر حیرت ہوگی کہ اسلامی تعلیمات بھی مسلمانوں سے انہی مقاصد کو پورا کرنے اور انسانی ترقی کے لیے مسلسل کوششوں میں لگے رہنے کا تقاضا کرتی ہیں۔ اس قسم کی خدمات کی بنیاد قرآن کریم کی پہلی سورۃ پر ہی ہے جس میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے۔ یہ آیت اسلامی عقائد کا محور ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ان کا ہی رب اور رازق نہیں بلکہ تمام بنی نوع کا بھی وہی رب اور رازق ہے۔ وہ رحمان اور رحیم ہے۔ پس وہ بلا امتیاز رنگ ونسل اور ذات کے اپنی تمام تر مخلوقات کی ضروریات پوری کرنے والا ہے۔ پس اس کے پیشِ نظر حقیقی مسلمان اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ تمام بنی نوع انسان برابر پیدا ہوئے ہیں۔ پس قطع نظر عقائد کے اختلاف کے باہمی عزت و احترام اور بردباری جیسی اقدار معاشرہ کی بنیاد ہونی چاہئیں۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 139 میں ایک بہت خوبصورت اصول بیان ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ پر قدم مارنے چاہئیں اور اس کی صفات کو اپنانا چاہیے۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر محیط ہے اور وہ تمام لوگوں کا رازق اور عطا کرنے والا ہے، حتیٰ کہ ان کا بھی جو اس کے وجود کے انکاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم ان پر بھی رہتا ہے جو اس کے خلاف زبان درازی کرتے رہتے ہیں یا دنیا میں مظالم ڈھاتے رہتے ہیں۔

اسلام میں خدا کی طرف سے عائد کردہ جزاء وسزا کا تعلق آخرت کے ساتھ زیادہ ہے جبکہ اس زندگی میں تو اللہ تعالیٰ دنیا پر اپنے رحم وکرم کا اظہار فرماتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی صفات اپنانے کی تعلیم دے کر یہ بتایا ہے کہ وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ رحم اور ہمدردی سے پیش آئیں۔ لہٰذا مسلمانوں کا یہ مذہبی فریضہ ہے کہ وہ عقائد، تہذیب اور رنگ ونسل کے اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے ہمیشہ دوسروں کی ضروریات پوری کریں اور ان سے ہمیشہ ہمدردی کا سلوک کریں اور ان کے جذبات کا احساس کریں۔

مزید یہ کہ قرآن کریم نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ ہمدردی کی ان اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ تھے۔ جب آپ ﷺ نے مذہب ’’اسلام‘‘ کی بنیاد رکھی تو اس کے بعد آپ ﷺ اور دوسرے مسلمانوں کو مکہ کے غیرمسلموں کی طرف سے جارحانہ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے جسے آپ ﷺ نے نہایت صبر اور تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ آخر کار جب ظلم وستم انتہا سے بڑھ گئے تو وہ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے جہاں رسول کریم ﷺ نے مہاجرین، یہود اور دیگر اقوام کے باشندوں کے مابین امن کا معاہدہ طے کروایا۔ اس معاہدہ کے مطابق مختلف اقوام نے امن کے ساتھ رہنے، دوسروں کے حقوق کی پاسداری کرنے اور باہمی ہمدردی، تعاون اور تحمل کو فروغ دینے کا عہد کیا۔ رسول کریم ﷺ ریاست کے والی مقرر ہوئے اور ان کی قیادت میں یہ معاہدہ انسانی حقوق اور حکمرانی کا ایک شاندار چارٹر ثابت ہوا اور اس نے مختلف قوموں کے مابین امن کو یقینی بنایا۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے تنازعات کے حل کرنے کے لیے غیر جانبدارانہ عدلیہ کا نظام قائم فرمایا۔ آپ نے یہ واضح فرمایا کہ امیر اور طاقتور، نیز غریب اور نادار لوگوں، سب کے لیے ایک ہی قانون ہوگا اور سب سے اس ریاستی قانون کے مطابق ہی سلوک کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر ایک دفعہ ایک اثر ورسوخ والی عورت نے ایک جرم کیا اور بہت سے لوگوں نے یہ تجویز دی کہ اس کا جرم نظر انداز کر دیا جائے۔ رسول کریم ﷺ نے اس تجویز کو رد فرمایا اور یہ وضاحت کی کہ اگر میری بیٹی بھی جرم کرتی تو ان کو بھی رعایت نہ ملتی اور قانون کے مطابق سزا ملتی۔

مزید یہ کہ رسول کریم ﷺ نے بہت ہی اعلیٰ تعلیم کا نظام بھی قائم فرمایا جس کے ذریعہ سے اس معاشرہ میں روشن خیالی کے معیار بلند ہوگئے۔ تعلیم یافتہ اور پڑھے لکھے لوگوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اَن پڑھ لوگوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں۔ معاشرہ میں یتیموں اور کمزوروں کی تعلیم کے لیے خاص انتظامات کیے گئے۔ یہ سب اس لیے کیا گیا تا کہ کمزور اور نادار لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں اور آگے بڑھ سکیں۔ ٹیکس کا نظام بھی قائم کیا گیا جس سے معاشرہ کے امیر لوگوں سے ٹیکس لیا جاتا تھا اور معاشرہ کے مفلس لوگوں پر خرچ کیا جاتا تھا۔

قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق پیغمبر اسلام ﷺ نے تجارت کا بھی ایک ضابطۂ اخلاق قائم فرمایا تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ تجارت انصاف اور ایمانداری سے ہورہی ہے۔ اس زمانہ میں جب کہ غلامی کا دور دورہ تھا اور آقا اپنے غلاموں سے نہایت بے رحمی کا سلوک کرتے تھے، پیغمبر اسلام نے اس وقت معاشرہ میں انقلاب برپا کر دیا۔ آقاؤں کو حکم دیا گیا کہ غلاموں سے ہمدردی اور عزت کا سلوک کریں اور رسول کریم ﷺ نے متعدد مرتبہ انہیں آزاد کرنے کی بھی پرزور ترغیب دلائی۔

نیز رسول کریم ﷺ کی قیادت میں عوامی حفظانِ صحت کا نظام بھی قائم کیا گیا۔ شہر کی صفائی ستھرائی کا پروگرام مرتب کیا گیا اور لوگوں کو ذاتی صفائی اور حفظانِ صحت کے متعلق بھی تعلیم دی گئی۔ شہر کی سڑکیں کشادہ اور بہتر کی گئیں۔ شہریوں کی ضروریات کا تعین کرنے اور دیگر معلومات اکٹھی کرنے کے لیے مردم شماری کی گئی۔ لہٰذا ساتویں صدی میں پیغمبر اسلام ﷺ کی حکومت کے زیرِ انتظام مدینہ میں انفرادی اور اجتماعی حقوق میں بہتری لانے کے لیے حیران کن اقدامات کیے گئے۔ یقیناً عربوں میں پہلی مرتبہ باقاعدہ مہذب اور منظم معاشرے کا قیام عمل میں آیا۔ یہ معاشرہ کئی لحاظ سے مثالی تھا۔ مثلاً انفراسٹرکچر، خدمات اور سب سے بڑھ کر اس کثیر الثقافتی معاشرہ میں اتحاد اور تحمل کا مظاہرہ تھا۔ مسلمان وہاں مہاجرین کے طور پر آئے تھے لیکن پھر بھی مقامی معاشرے میں مدغم ہوگئے اور وہاں کی کامیابی اور ترقی میں اپنا حصہ ڈالا۔

تاہم یہ بہت دکھ کی بات ہے کہ ان اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بھی آج کل کی دنیا میں پیغمبر اسلام ﷺ کی

کردارکشی ہو رہی ہے۔ انہیں ایک جنگی لیڈر کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بلکہ درحقیقت رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ دوسروں کے حقوق کے دفاع میں گزارا اور اسلامی تعلیمات کے ذریعہ انسانی حقوق کے بے نظیر اور دائمی منشور کا قیام عمل میں فرمایا۔مثلاً آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ لوگ ایک دوسرے کے عقائد اور جذبات کا خیال رکھیں اور دوسروں کی مقدس ہستیوں پر تنقید کرنے سے باز رہیں۔

ایک دفعہ ایک یہودی آیا اور آپ ﷺ کے ایک قریبی صحابی کے بارہ میں شکایت کی۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے ان صحابی کو بلایا اور اس بارہ میں دریافت فرمایا۔صحابی نے عرض کیا کہ وہ یہودی کہہ رہا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسول کریم ﷺ پر فوقیت حاصل ہے اور یہ بات مجھ سے برداشت نہیں ہوئی تو میں نے سختی سے اس کا جواب دیا کہ نہیں! رسول کریم ﷺ کا مرتبہ زیادہ بلند ہے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے اپنے قریب ترین ساتھی کے ساتھ ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ آپ کو اس یہودی سے بحث نہیں کرنی چاہیے تھی بلکہ اس کے مذہبی جذبات کا احترام کرنا چاہیے تھا۔

یہ تھیں آپ ﷺ کی بے نظیر تعلیمات اور میرے خیال میں یہ نہایت قابل افسوس ہے کہ باہمی عزت واحترام کے بنیادی اصول، جو کہ محبت اور اتحاد کے قیام کا ذریعہ ہے، اس کو دور حاضر میں نام نہاد آزادی اور تفریق کے نام پر قربان کر دیا گیا ہے یہاں تک کہ بانیان مذاہب کو بھی ہنسی، ٹھٹھہ اور تحقیر سے مبرا نہیں رکھا گیا۔ باوجودیکہ ان انبیاء پر طنز ان کے کروڑہا پیروکاروں کے غم وغصہ کا موجب بنتا ہے۔ دوسری طرف قرآن کریم اس حد تک تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کے بتوں کو بھی برا نہ کہیں کیونکہ ان کو تکلیف ہوگی۔ نیز یہ کہ نتیجتاً وہ خدا کو بھی برا کہیں گے اور اس کے نتیجے میں معاشرہ کا امن اور اتحاد متاثر ہوگا۔

غریب اور نادار لوگوں کے حقوق پورا کرنے کے حوالہ سے رسول کریم ﷺ نے مختلف سکیموں اور منصوبوں کا آغاز کیا تا کہ ان کا طرز معاشرت بہتر ہو اور وہ اپنے وقار سے محروم نہ رہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اکثر ایسے لوگوں کو مقام ومرتبہ دیتے ہیں جو امیر اور طاقتور ہوں لیکن ایک غریب شخص جو کہ بااخلاق اور بامروت ہے وہ اس امیر شخص سے کہیں بہتر ہے جو دوسروں کے جذبات کا خیال نہیں رکھتا اور جسے فقط اپنا ہی خیال ہوتا ہے۔

چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی رسول کریم ﷺ اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ پسماندہ افراد کے جذبات مجروح نہ ہوں۔مثال کے طور پر آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ اپنے اجتماعات اور کھانے کی دعوتوں میں ہمیشہ غریب اور ضرورت مند افراد کو بلایا کریں۔ اگر امیر اور طاقتور لوگ غریبوں کا استحصال کرتے تو آپ ﷺ اپنے صحابہ سے فرماتے کہ کمزور لوگوں کو انصاف دلانے میں ان کی مدد کریں۔

رسول کریم ﷺ نے ہمیشہ غلامی کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو بار بار نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے غلاموں کو آزاد کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر فوری طور پر آپ اپنے غلاموں کو آزاد نہیں کرسکتے تو کم از کم ان کے اوڑھنے اور کھانے کا اسی طرح خیال رکھیں جیسا کہ آپ اپنا رکھتے ہیں۔

ایک اور مسئلہ جو اکثر اٹھایا جاتا ہے وہ حقوق نسواں کا ہے، یعنی اسلام عورتوں کے حقوق ادا نہیں کرتا۔ اس کا حقیقت سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ بلکہ اسلام نے ہی تو سب سے پہلے عورتوں اور لڑکیوں کے حقوق قائم فرمائے اور اس دور میں یہ حقوق قائم فرمائے جب عورتوں اور لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا تھا اور انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے تابعین کو ہدایت کی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ عورتوں کو تعلیم دی جائے اور ان کی عزت واحترام کیا جائے۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر کسی شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ انہیں تعلیم دلائے اور سیدھے راستہ پر چلائے تو اس کے لیے جنت کی بشارت ہے۔ یہ بات تو ان شدت پسندوں کے دعویٰ کے متضاد ہے جو کہتے ہیں کہ جہاد اور غیر مسلمانوں کو قتل کرنے سے انسان جنت میں چلا جائے گا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے تو یہ بات سکھائی کہ جنت میں جانے کا رستہ لڑکیوں کو تعلیم دینے اور اخلاقی اقدار سکھانے میں ہے۔

انہی تعلیمات کی بناء پر دنیا بھر میں احمدی مسلمان لڑکیوں کو تعلیم دلوائی جاتی ہے اور وہ مختلف میدانوں میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ ہماری بچیاں ڈاکٹرز

بن رہی ہیں، استاد بن رہی ہیں، آرکیٹیکٹ بن رہی ہیں اور دیگر شعبہ جات میں جا رہی ہیں اور اس طرح انسانیت کی خدمت کر رہی ہیں۔ ہم اس بات کی یقین دہانی کرتے ہیں کہ لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کو تعلیم کے یکساں مواقع ملیں۔ چنانچہ دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں احمدی مسلمان لڑکیوں کی شرح خواندگی کم از کم ننانوے فیصد ہے۔

پھر رسول کریم ﷺ نے ہمسایوں کے حقوق پر بہت زور دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمسایوں کے حقوق کی اس قدر تاکید کی کہ مجھے لگا کہ شاید ہمسایوں کو وراثت کے حقوق مل جائیں گے۔ پس رسول کریم ﷺ نے رنگ و نسل اور ذات پات کو بالائے طاق رکھ کر عالمی انسانی حقوق کا قیام فرمایا۔ میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ کس طرح رسول کریم ﷺ نے تعلیم کی اہمیت پر زور دیا۔ اس کی ایک مثال اسلامی تاریخ کی پہلی جنگ کے بعد ملتی ہے۔ مسلمانوں نے بے سازوسامانی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنے سے کہیں زیادہ طاقتور اہل مکہ کو شکست دی۔ اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے پڑھے لکھے جنگی قیدیوں کو اس شرط پر آزاد کرنے پیشکش کی کہ وہ معاشرے کے اَن پڑھ لوگوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں۔ پس اس طرح کئی صدیوں پہلے پیغمبر اسلام ﷺ نے قیدیوں کی اصلاح اور انہیں معاشرے کا مفید وجود بنانے کا کامیاب نمونہ قائم فرمایا۔

اکثر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام جنگ و جدل کا مذہب ہے مگر حقیقت یہ ہے جو قرآن کریم میں بھی بیان ہوئی ہے کہ مسلمانوں کو دفاعی جنگ کرنے کی اجازت صرف اس لیے دی گئی تا تمام بنی نوع انسان کے لیے آزادئ مذہب اور آزادئ شعور قائم کی جائے اور اس کی حفاظت کی جائے۔ قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ اگر مسلمان کفار مکہ کی فوج کا مقابلہ نہ کرتے تو کوئی بھی کلیسا، گرجاگھر، مندر، مسجد یا کسی بھی مذہب کی عبادت گاہ محفوظ نہ رہتی کیونکہ مخالفین تو ہر قسم کے مذہب کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ دراصل اوّلین مسلمانوں نے اگر جنگوں میں حصہ لیا تو وہ دفاعی جنگیں تھیں اور وہ جنگیں دیرپا امن کے قیام اور لوگوں کے آزادی سے جینے کے حق کی حفاظت کے لیے لڑی گئی تھیں۔ اگر آج کل بعض ایسے مسلمان ہیں جو شدت پسندی کے حربے اپناتے ہیں یا جو جنگ وجدل کی تعلیم دیتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو بھلا چکے ہیں یا ان تعلیمات سے بالکل لاعلم ہیں۔ جہاں کہیں بھی لوگ یا بعض گروپس دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو ان کا مقصد طاقت و دولت کا حصول ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ ممالک جو کہ غیر منصفانہ اور انتہا پسندانہ پالیسیاں اختیار کرتے ہیں اس کے پیچھے ان کے مقاصد جغرافیائی فوائد اور دوسروں پر اپنی طاقت کا اظہار ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی حرکات کا اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ اسلام نے مسلمانوں کو فتنہ و فساد سے منع کیا ہے۔ اسی لیے نہ تو رسول کریم ﷺ اور نہ ہی آپ کے خلفائے راشدین نے جنگیں شروع کیں بلکہ ہمیشہ امن اور صلح کے خواہاں رہے بلکہ اس راہ میں بے شمار قربانیاں بھی دیں۔

بعض تنقید کرنے والوں کی طرف سے اسلام پر ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ اسلام ایک قدامت پسند اور پسماندہ مذہب ہے یا ایک ایسا مذہب ہے جو کہ روشن خیالی کو فروغ نہیں دیتا۔ یہ ایک بیوقوفانہ اور تعصب سے بھری ہوئی سوچ ہے جس کی بنیاد حقیقت کی بجائے افسانوں پر ہے۔ یہ ایک بے بنیاد الزام ہے۔ قرآن کریم نے از خود یہ دعا سکھا کر تعلیم کی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ ”اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما“۔ جہاں یہ دعا مسلمانوں کے لیے مدد حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے وہاں یہ دعا مسلمانوں کو علم حاصل کرنے اور اس میں مزید ترقی کرنے کی ترغیب دلاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرونِ وسطیٰ کے مسلمان مفکروں، فلسفیوں اور موجدین کی تحقیقات قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات سے متاثر ہیں۔

اگر آپ ہزار سال قبل کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح مسلمان موجدین اور سائنسدانوں نے علم کو پروان چڑھانے میں ایک اہم کردار ادا کیا اور ایسی تکنیکیں ایجاد کیں جنہوں نے دنیا ہی بدل دی اور یہ تکنیکیں آج بھی استعمال کی جا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر ابن ہیثم نے پہلا کیمرہ ایجاد کیا اور UNESCO نے بھی یہ تسلیم کیا ہے جہاں اسے جدید optics (علم بصریات) کا بانی کہا گیا ہے۔ یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ لفظ کیمرہ بھی عربی لفظ کَمَرَ سے نکلا ہے۔ بارہویں صدی میں ایک مسلمان نقشہ نگار نے قرونِ وسطیٰ کا دنیا کا سب سے تفصیلی اور صحیح نقشہ پیش کیا جو کہ کئی صدیوں تک سیاحوں کے زیر استعمال رہا۔

پھر طب کے میدان میں بھی مسلمان اطباء اور سائنسدانوں نے کئی دریافتیں کیں اور بہت سی ایسی ایجادیں کیں جو آج کل بھی مستعمل ہیں۔ کئی آلات جراحی مسلمان طبیب الزہروی نے دسویں صدی میں بنائے۔ سترھویں صدی میں ایک انگریز طبیب ولیم ہاروے (William Harvey) نے خون کی گردش اور دل کس طرح کام کرتا ہے اس پر ایک اہم تحقیق پیش کی اور اس کی بہت مشہوری ہوئی۔ تاہم یہ بات بعد میں سامنے آئی کہ 4سو سال قبل ایک عرب طبیب ابن نفیس عربی زبان میں خون کی بنیادی گردش کے بارے میں تفصیل پیش کر چکا تھا۔ نویں صدی میں جابر ابن حیان نے کیمسٹری میں انقلاب برپا کر دیا۔ اس نے بہت سے ایسے تجربات اور آلات پیش کیے، جو کہ آج بھی مستعمل ہیں۔ الجبرا کا علم اور trigonometry کی اکثر تفصیل سب سے پہلے ایک مسلمان نے پیش کی۔ جدید دنیا میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں algorithms کا بہت عمل دخل ہے اور یہ بھی پہلے مسلمانوں نے پیش کیے۔ ذہنی ارتقاء میں مسلمانوں کی خدمات کو آج بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر نیویارک ٹائمز میں ایک سائنس رپورٹر Denis O'Brien کا ایک مضمون شائع ہوا۔ اس نے ایک مسلمان الطوسی جو کہ متعدد علوم کے ماہر تھے ان کے کردار کا ذکر کیا۔ مصنف نے الطوسی کی علم فلکیات، علم الاخلاق، حساب اور فلسفہ کے حوالہ سے کئی کاموں کا

ذکر کیا اور اسے اپنے دور کا بہترین مفکر قرار دیا۔ یہ لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے قرون وسطی میں ایسا معاشرہ قائم کیا جو کہ دنیا میں سائنس کا مرکز تھا۔ علم اور سائنس کے لیے عربی 5 سو سال تک مرکزی زبان رہی۔ یہ ایک سنہری دور تھا جو آج کل کی جدید یونیورسٹیوں کے لیے پیش خیمہ ثابت ہوا۔ چنانچہ ابتدا سے ہی اسلام نے انسانی علم بڑھانے اور علم حاصل کرنے کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔

احمدیہ مسلم جماعت کا قیام 1889ء میں ہوا۔ جماعت احمدیہ نے ہمیشہ افراد جماعت کو علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ کے فضل سے سب سے پہلے مسلمان نوبیل انعام یافتہ سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام ایک احمدی تھے۔ یہ ایک مشہور سائنسدان تھے جنہوں نے 1979ء میں فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا۔ پروفیسر عبدالسلام عمر بھر اس بات کا اظہار کرتے رہے کہ کس طرح ان کی تحقیقات کے پیچھے اسلام اور بالخصوص قرآن کریم کا فیض اور روشنی کار بند تھی۔ آپ کہا کرتے تھے کہ قرآن کریم کی 750 آیات سائنس سے متعلقہ ہیں، جن سے ہمیں قدرت اور کائنات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

مزید یہ کہ جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ نے عظیم مسلمان سائنسدانوں اور سکالرز کی ایک نئی صبح طلوع ہونے کی خواہش کا اظہار کیا اور اپنی جماعت میں علمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والوں کو گولڈ میڈل دیے جانے کی روایت کا آغاز کیا۔ چنانچہ ہر سال سینکڑوں احمدی مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو گولڈ میڈل دیے جاتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ غربت کے چکر کو، جس نے معاشی طور پر پسماندہ ممالک کو نسل در نسل جکڑا ہوا ہے، ختم کرنے کے لیے تعلیم مہیا کرنا بہت ضروری ہے۔

ہمیں یہ تعلیم رسول کریم ﷺ نے دی ہے جس میں آپ نے بتایا کہ روحانی ترقی کا خدمت انسانیت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے اور ایک مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی عبادات اور نمازوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں کر سکتا بلکہ رضائے باری تعالیٰ کا حصول مسلمانوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ انسانیت کی بھی خدمت کریں۔ پس قرآن کریم کی سورۃ البلد کی آیات 15 تا 17 میں مسلمانوں کو غربت اور بھوک ختم کرنے، یتیموں کی ضروریات پوری کرنے اور مسکینوں اور غریب بچوں کو تعلیم فراہم کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ ان لوگوں کو بھی پھلنے پھولنے کے مواقع ملیں۔ احمدیہ مسلم جماعت دنیا بھر میں انہی اعلیٰ تعلیمات پر حتی الوسع عمل پیرا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام پیار اور محبت کا مذہب ہے۔ پس ہم مذہب و نسل کا امتیاز کیے بغیر انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے افریقہ کے غربت زدہ اور دور دراز کے علاقوں میں ہم نے پرائمری اور سیکنڈری سکولوں کا قیام کیا ہے اور ان علاقوں میں ہم نے ہسپتال اور کلینک بھی کھولے ہیں۔ دور دراز کے دیہاتوں میں ہم پینے کا صاف پانی مہیا کر رہے ہیں جس کا مطلب ہے کہ ان کے بچے سارا دن میلوں فاصلہ طے کر کے گھریلو استعمال کے لیے تالابوں سے پانی بھر کر لانے کی بجائے آزادی سے سکول جا سکتے ہیں۔

ہم نے ماڈل ویلیجز بنانے کے منصوبہ جات بھی شروع کیے ہیں جن میں کمیونٹی ہالوں سے لے کر صاف پانی، شمسی توانائی، انفراسٹرکچر اور دیگر کئی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ یہ تمام تر سہولیات جو مقامی لوگوں کو بلا تفریق رنگ و نسل اور مذہب کے مہیا کی جاتی ہیں اس کا محرک ہمارا مذہب ہی ہے۔

جہاں ہم انسانی ہمدردی کی بنیاد پر افلاس و غربت کے خاتمہ کے لیے کوشاں ہیں وہاں ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ چیز دنیا میں دیرپا امن کے قیام کے لیے ایک کنجی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر لوگوں کے پاس کھانے کے لیے خوراک، پینے کے لیے پانی، رہنے کے لیے جگہ، بچوں کے لیے سکول اور طبی سہولیات مہیا ہوں تو لوگ پُر امن طور پر اپنی زندگیاں گزار پائیں گے اور مایوسی اور نفرت کی مہلک پکڑ جو کہ انہیں شدت پسندی کی طرف لے جاتی ہے اس سے بچ جائیں گے۔ یہ بنیادی انسانی حقوق ہیں۔ پس جب تک ہم لوگوں کی جانیں غربت و افلاس سے نہ چھڑا دیں، ہم اس دنیا میں حقیقی امن نہیں دیکھ پائیں گے۔

آخر میں میری دلی دعا ہے کہ بنی نوع انسان لالچ اور خود غرضی کا پیچھا چھوڑ کر اس دنیا میں تکلیف زدہ لوگوں کی تکالیف کا ازالہ کرنے پر توجہ دے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا آج شام یہاں تشریف آوری پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔

بہت بہت شکریہ

(الفضل انٹرنیشنل 29 نومبر 2019ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب انگریزی میں تھا جس کا اردو متن محترم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر کی رپورٹ میں شائع ہوا۔

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے

ظہورِ اسلام سے قبل کے حالات

مکرم محمود احمد ملہی صاحب۔مربی سلسلہ کولون جرمنی

بنی نوع انسان میں سب سے عظیم ہستی اگر کوئی ہے اور اگر کسی انسان نے تہذیب و تمدّن اور مذہب پر سب سے گہرا اثر ڈالا تو وہ ہستی، فخرِ موجودات، سرورِ کائنات، آقائے دو جہاں حضرت اقدس محمد مصطفٰے ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل دنیا گمراہی کی اس انتہا کو پہنچی ہوئی تھی کہ امام الزّماں حضرت اقدس مسیح موعودؑ عرب کی اس حالتِ گمراہی کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا زادبوم ایک محدود جزیرہ نما ملک ہے جس کو عرب کہتے ہیں جو دوسرے ملکوں سے ہمیشہ بے تعلق رہ کر گویا ایک گوشۂ تنہائی میں پڑا رہا ہے۔ اس ملک کا آنحضرت ﷺ کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر محض ہونا اور سینکڑوں برسوں سے بت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں ڈوبے چلے آنا اور عیاشی اور بدمستی اور شراب خوری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ تک پہنچ جانا اور چوری اور قزّاقی اور خون ریزی اور دختر کشی اور یتیموں کا مال کھا جانے اور بیگانہ حقوق دبا لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا۔غرض ہریک طرح کی بُری حالت اور ہریک نوع کا اندھیرا اور ہر قسم کی ظلمت وغفلت عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہور ہے کہ کوئی متعصب مخالف بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو اس سے انکار نہیں کرسکتا اور پھر یہ امر بھی ہریک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور ناپارسا طبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہوگئے اور کیونکر تاثیرات کلام الٰہی اور صحبت نبی معصومؐ نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ان کے دلوں کو یکلخت ایسا مبدل کردیا کہ وہ جہالت کے بعد معارف دینی سے مالا مال ہوگئے اور محبت دنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں اپنے مالوں اپنے عزیزوں اپنی عزتوں اپنی جان کے آراموں کو اللہ جل شانہٗ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔

(روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 76 تا78 بقیہ حاشیہ)

الغرض ظہور اسلام سے قبل عرب میں جاہلیت کی انتہا تھی۔قرآن کریم نے اس کا ان الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ....

(سورۃ روم آیت:42)

یعنی تمام دنیا میں خشکی اور تری میں فساد اور خرابی پیدا ہوگئی تھی اور زمانہ کی حالت ایک مصلح کی متقاضی تھی۔عرب کے لوگ سخت مزاج اور وحشی تھے۔ وہ کسی کی اطاعت قبول نہیں کرتے تھے۔ وہاں کی زمین سنگلاخ تھی اور وہ لوگ شقی القلب اور پتھر دل تھے۔ دن رات شراب خوری اور زنا کاری کا بازار گرم رہتا اور ایسی مُخرب الاخلاق برائیوں میں سب سے زیادہ ملوث انسان ہی، قوم کا رئیس کہلاتا

تھا۔ ماں باپ کا ترکہ ان کے ہاں صرف ان جوان لڑکوں کو ملتا جو لوٹ مار میں خوب چاق و چوبند ہوتے اور دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکتے۔ عورتوں، لڑکیوں اور چھوٹے بچوں کو ورثہ سے محروم رکھتے اور انہیں کچھ نہ دیتے۔

عدل و انصاف کا تو کوئی نام و نشان ہی نہ تھا۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون جاری تھا۔ قدیم رسوم اور عادات پر مبنی معاشرہ تھا۔ قبائل کے درمیان جنگ و جدل عام تھا۔ چھوٹی سے چھوٹی بات کے لئے سالہا سال کی دشمنی اس قوم کا وتیرہ تھا اور کئی نسلوں تک ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کے خون کا پیاسا رہتا تھا۔

حلیفوں کو محض آواز دینا کافی ہوتا تھا اور پھر برسوں قبائل کے درمیان بدلے کے قتل کا سلسلہ جاری رہتا۔ چنانچہ جنگ بسوس جو صرف ایک اونٹنی کو ہلاک کئے جانے کے انتقام سے شروع ہوئی تھی، چالیس سال تک جاری رہی، اور باہم قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ نمبر 62)

مردوں اور عورتوں کو قید کرنے اور لونڈی و غلام بنانے کا رواج عام تھا۔ عورت ایک بے وقعت چیز سمجھی جاتی تھی نہ بیٹی کی کوئی حیثیت تھی اور نہ ہی بیوی کی۔ اور تو اور اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز سمجھتے تھے۔

یہ ہلکا سا خاکہ ہے عربوں کی معاشرتی اور اخلاقی حالت کا، جہاں تک ان کی دینی اور مذہبی حالت کا تعلق ہے تو ہر چند کہ عرب اپنے آپ کو دین ابراہیمؑ کا وارث سمجھتے تھے لیکن آہستہ آہستہ ایسے گمراہ ہوئے کہ خدا کی پرستش چھوڑ کر بتوں کو پوجنے لگے اور اِس ضلالت میں یہ لوگ اس قدر بڑھ گئے تھے کہ بیت اللہ خانہ کعبہ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مدد سے صرف خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنایا تھا، اس میں بت رکھ دیئے گئے تھے جن کی عبادت کی جاتی۔ ان بتوں کی تعداد آہستہ آہستہ بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ تین سو ساٹھ تک پہنچ گئی۔ خدا کی پناہ! شاید دنیا کے کسی بت خانہ میں اتنے بت نہ ہوں گے جتنے خدا کے اس گھر میں رکھے ہوئے تھے۔ کعبہ تمام عرب کا مذہبی مرکز تھا اور ہر شخص کے دل میں کعبہ کا ادب اور اس کی تعظیم تھی اس لیے جب مکہ میں بت پرستی شروع ہوئی تو آہستہ آہستہ سارے عرب میں بت پرستی پھیل گئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر قبیلے کا، ہر خاندان کا، ہر گھرانے کا، بلکہ ہر شخص کا خدا علیحدہ بن گیا۔ جب کوئی شخص سفر پر جاتا تو اپنے ساتھ تین پتھر لے جاتا۔ راستے میں جہاں قیام کرتا ان پتھروں کا چولہا بنا کر کھانا پکاتا اور کھا پی کر جب فارغ ہو جاتا تو انہی میں سے ایک پتھر اٹھاتا اور اس کے آگے سجدے میں گر پڑتا مگر یہ پتھر ساتھ لے جانے کا قصہ درمیانی زمانہ کا تھا۔ جب بت پرستی ان کی رگ رگ میں سما گئی تو پھر اس کی بھی ضرورت نہ رہی۔ سفر میں جہاں پڑاؤ ڈالتے وہیں سے ایک پتھر اٹھا لیتے اور اسے اپنا خدا بنا لیتے۔ ویسے بھی احتیاطاً ہر ایک کی جیب میں ایک پتھر رہتا تھا۔ راہ چلتے میں جس وقت دل چاہا نکال کر اس کی پوجا کر لی اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

(ہمارا آقا ﷺ از شیخ محمد اسماعیل پانی پتی صفحہ نمبر 106)

مغلوب الغضب ایسے تھے کہ جب انہیں غصہ آتا تو اپنے اِن خداؤں کو برا بھلا کہنے سے بھی نہیں چوکتے تھے۔ امراء القیس ایک بہت مشہور شاعر تھا۔ اس کے باپ کو کسی نے قتل کر دیا۔ اس نے اپنے بت کے سامنے جا کر فال نکالی کہ مجھے باپ کے قاتل سے بدلہ لینا چاہئے یا نہیں؟ بدقسمتی سے فال قصاص کے خلاف نکلی۔ شاعر کو غصہ تو بہت آیا مگر اس نے خیال کیا کہ شاید فال لینے میں غلطی ہوگئی۔ بھلا بت ایسی ناانصافی کا حکم کس طرح دے سکتا ہے؟ اس لیے دوبارہ فال لی۔ مگر پھر بھی فال میں یہی نکلا کہ بدلہ نہیں لینا چاہئے۔ اب تو شاعر کے غیظ و غضب کی حد نہ رہی اس نے نہایت طیش میں آ کر اپنے خدا پر تھوک دیا اور کہنے لگا: کم بخت! اگر تیرا باپ مارا جاتا تو پھر میں دیکھتا کہ تو کس طرح قصاص نہ لیتا؟ اتنا بڑا شاعر ہونے کے باوجود اس کی جاہلیت کا یہ عالم تھا۔

(کتاب الاغانی، ابوالفرج الاصفہانی، قاھرہ، مطبعۃ دار الکتب المصریۃ، 1936، جلد 9، صفحات 92 تا 93)

ایک مرتبہ ایک آدمی کا اونٹ چرتے چرتے ایک شخص کے کھیت میں چلا گیا۔ اس وقت کھیت کی رکھوالی اتفاق سے ایک عورت کر رہی تھی۔ اس نے اونٹ کو مار کر کھیت سے باہر نکال دیا۔ اونٹ کا مالک اتنی سی بات پر غصہ میں بھرا ہوا آیا اور عورت کو بری طرح مار کر سخت زخمی کر دیا۔ عورت نے اپنے لوگوں کو آواز دی۔ اونٹ والے نے اپنے قبیلے کو بلایا۔ دونوں طرف سے تلواریں کھنچ گئیں اور لڑائی ہونے لگی۔ اس جنگ کا دائرہ آہستہ آہستہ وسیع ہوتا رہا اور یہ جنگ اس وقت سرد ہوئی جب 70 ہزار انسان اس جاہلانہ اور خوں ریز جنگ کا لقمہ بن گئے۔

اسی طرح ایک دفعہ گھوڑ دوڑ ہو رہی تھی، ایک گھوڑا جس کا نام داحس تھا۔ مقابلہ میں آگے بڑھا ہی چاہتا تھا کہ جھٹ ایک دلیر اور فسادی آدمی نے اسے بدکا دیا۔ اس بات پر ایک، دو سال نہیں پورے 63 سال تک جنگ ہوتی رہی، جس میں قبیلوں کے قبیلے کٹ مرے۔ اس طرح کے اور بے شمار واقعات تاریخ میں ملتے ہیں۔

(عبد الملک بن ہشام، سیرۃ النبی ﷺ، معجم البلدان، قاہرہ: مطبعۃ السعادۃ، ط1، 1323ھ.ق)، (الکامل فی التاریخ، ج1، ص 582-566؛ ایام العرب، ص 277-246)

شرارت اور بیہودگی ان کی رَگ رَگ میں بھری ہوئی تھی جس کا مظاہرہ اکثر ہوتا رہتا تھا۔ بڑے بڑے ہولناک فتنے ان کی شرارت سے پیدا ہوتے رہتے تھے۔ مگر وہ اپنی کرتوتوں سے باز نہیں آتے تھے۔ حاطب بن قیس کے پاس بنی ثعلبہ کا ایک آدمی مہمان آیا۔ حاطب اپنے مہمان کو لے کر ایک بازار میں گیا جس کا نام سوق بنی قینقاع تھا۔ وہاں اس وقت یزید بن حارث نامی ایک بڑا شریر اور فسادی شخص پھر رہا تھا۔ یزید اس مہمان کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ کوئی اجنبی آدمی ہے۔ شرارت جو سوجھی تو ایک یہودی سے کہنے لگا کہ اگر تو اس اجنبی مسافر کی کمر میں زور سے ایک لات مار دے تو میں تجھے ابھی اپنی چادر دے دوں گا۔ یہودی تیار ہو گیا مگر اس نے اپنی اُجرت پیشگی مانگی۔ اس پر یزید نے اپنے بدن پر سے چادر اُتار کر اس کے حوالے کی اور کہا ”لے اب تماشا دکھا۔“

یہودی تیار ہو کر بہت آہستہ آہستہ اس کے پیچھے گیا اور موقع دیکھ کر اسے ایک لات اتنے زور سے ماری کہ غریب مہمان اوندھے منہ گرتے گرتے بچا۔ جب لوگوں نے تماشا دیکھا تو ہنسنے اور ٹھٹھے مارنے لگے۔ مہمان نے لات کھا کر اپنے میزبان کو مدد کے لئے پکارا۔

وہ آیا تو مہمان کی زبانی واقعہ سن کر نہایت غضبناک ہوا اور مارے غصہ کے آپے سے باہر ہوگیا۔تلوار اٹھائی اور یہودی کی کھوپڑی اڑا دی اور اگلے لمحہ ہی اس کی لاش خاک پر تڑپ رہی تھی۔

اس واقعہ نے ایک ایسی ہولناک اور خون ریز جنگ کو جنم دیا جس میں فریقین کے ہزاروں لوگ لقمہ اجل بن گئے۔عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوگئے آخر کئی سالوں بعد یہ ظالمانہ اور سفاکانہ لڑائی ختم ہوئی جو تاریخ میں جنگ حاطب کے نام سے مشہور ہے۔

(الکامل فی التاریخ، ابن الاثیر، ابواب ایام الانصار وھم الاوس والخزرج التی جرت بینھم)

ظہور اسلام سے قبل شراب نوشی کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ شراب کا استعمال پانی سے بھی زیادہ تھا۔بخیل سے بخیل اور کنجوس سے کنجوس شراب پینے میں اپنا مال بے دریغ لٹاتا تھا اور اس پر فخر کرتا تھا۔شراب کی محفلیں جگہ جگہ بڑے زور شور سے منعقد ہوتیں اور ان میں خم کے خم بڑی آزادی سے لنڈھائے جاتے۔ انتہا یہ ہے کہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کی قبروں پر بھی شراب چھڑک کر محبت کا اظہار کرتے تھے۔قبروں پر شراب چھڑکنے کے علاوہ ان کو اونٹوں اور گھوڑوں کے خون سے بھی تر رکھتے تھے۔

(ہمارا آقا ﷺ از شیخ محمد اسماعیل پانی پتی صفحہ نمبر 621)

جُوا کھیلنا ان کے نزدیک نہایت مقدس اور بڑا متبرک مشغلہ تھا۔ جو آدمی جوا نہیں کھیلتا تھا اسے ذلیل سمجھتے اور بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔جُوا نہ کھیلنے والے کی برادری اور قبیلے میں کوئی وقعت نہیں ہوتی تھی اور ایسا آدمی سب جگہ بدنام ہوجاتا تھا۔جُوا کھیلنے میں مال تو الگ رہا بیویاں تک ہار دیتے تھے۔

یہ بات تو روز روشن کی طرح واضح ہے کہ عرب ویسے ہی بدترین رسومات کا گہوارہ تھا۔مگر سب سے زیادہ ظالمانہ اور وحشیانہ رسم عرب کے اکثر قبیلوں میں لڑکیوں کو مار ڈالنے کی تھی۔یہ رواج اتنا ہولناک اور دردانگیز تھا کہ اس کا حال پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور ان لوگوں کی بے رحمی اور سفّاکی پر حیرت ہوتی ہے۔لڑکیوں کو مارنے کے مختلف طریقے تھے۔عام قاعدہ یہ تھا کہ جب لڑکی پانچ، چھ برس کی ہو جاتی تو ایک روز باپ جاکر جنگل میں ایک بڑا سا گڑھا کھود آتا۔پھر لڑکی کو نہلا دھلا کر اچھے کپڑے پہناتا، بناتا سنوارتا، بال درست کرتا، خوشبوئیں لگاتا، اور اپنے ساتھ جنگل میں لے جاتا تھا۔وہاں اسے گڑھے کے کنارے پر کھڑا کر کے کہتا کہ نیچے دیکھ کیا نظر آتا ہے؟ جب وہ نیچے دیکھتی تو باپ اسے زور سے دھکا دے دیتا اور اوپر سے مٹی ڈال کر گڑھے کو برابر کر دیتا۔بعض لوگ اس طرح لڑکی کو بنا سنوار کر پہاڑ کی چوٹی پر لے جاتے اور وہاں سے ننھی سی جان کو نیچے لڑھکا دیتے۔

(ہمارا آقا ﷺ از شیخ محمد اسماعیل پانی پتی صفحہ نمبر 129)

بعض آدمی لڑکی کی کمر میں پتھر باندھ کر اسے کسی چشمے میں ڈبو دیتے۔بعض ایسے بھی تھے کہ لڑکی کے پیدا ہوتے ہی اسے جنگل میں لے جاکر زندہ گاڑ آتے تھے اور بعض جو جنگل میں لے جاکر لڑکی کو مارنا نہیں چاہتے تھے وہ یہ کام کرتے کہ ماں سے کہتے کہ بچی کا سر اور ٹانگیں دونوں ہاتھوں سے پکڑ لے۔ پھر خود چھری لے کر اسے ذبح کر ڈالتے اور صحن میں گڑھا کھود کر دبا دیتے۔بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ یہ نہایت ظالمانہ کام خود ماں انجام دیتی تھی۔اس کے متعلق مولانا حالی فرماتے ہیں۔

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جَنے سانپ جیسے کوئی جَننے والی

ایک مرتبہ ایک شخص جو مسلمان ہو گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ سے کہنے لگا کہ:

”حضور! ہماری نجات اور بخشش کس طرح ہوگی؟ ہم نے تو مسلمان ہونے سے پہلے زمانہ جاہلیت میں بڑے بڑے گناہ کیے ہیں۔میری ایک بچی تھی، نہایت پیاری صورت کی اور بڑی بھولی بھالی، مجھ پر اپنی جان فدا کرتی اور ہر وقت میرے آگے پیچھے پھرا کرتی تھی۔ جب میں گھر آتا دوڑ کر مجھ سے لپٹ جاتی تھی، میری گود میں لیٹ جاتی تھی، میرے کندھوں پر چڑھ جاتی، باتیں ایسی میٹھی میٹھی کرتی کہ غیروں کو بھی اس پر پیار آتا۔جب وہ چھ برس کی ہوگئی تو ایک روز میں نے اسے نئے کپڑے پہنائے۔جن کو پہن کر وہ چین کی ایک بڑی سی گڑیا معلوم ہونے لگی۔ میں نے کہا: ”چل میرے ساتھ“ اس پر وہ ہنستی ہوئی خوشی خوشی میرے ساتھ ہو لی، میں اسے ایک کنوئیں پر لے گیا اور جب اسے اس میں دھکا دینے لگا تو وہ کہنے لگی کہ ”ہیں ابا جان! کیا کرتے ہو؟ میں گر پڑوں گی“۔ میں نے اس کی پروا نہ کی اور زور سے اسے دھکا دے دیا۔ وہ کنوئیں میں گر پڑی اور فوراً مرگئی۔ یہ دردناک قصہ سن کر آنحضرت ﷺ اتنا روئے کہ حضورؐ کی ساری ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

(سنن الدارمی، المقدمة، باب ما کان علیه الناس قبل مبعث النبی ﷺ من الجھل والضلالة، حدیث نمبر 2)

اسی طرح اپنی لڑکی کا واقعہ ایک آدمی نے آنحضرت سے یہ بیان کیا کہ ابھی میری لڑکی دو ہی برس کی تھی کہ میں نے اسے زندہ دفن کرنا چاہا میں اسے جنگل میں لے گیا اور جب گڑھا کھود کر اس میں اسے دبانا چاہا تو بچی نے میرا دامن اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے پکڑ لیا، میں نے جھٹکا دے کر اپنا دامن چھڑا لیا اور جلدی جلدی گڑھے میں مٹی بھر دی جب تک میں زمین برابر کرتا رہا۔ اس وقت تک گڑھے میں سے اَبی اَبی کی آوازیں آتی رہیں“۔

(ہمارا آقا ﷺ از شیخ محمد اسماعیل پانی پتی صفحہ نمبر 131)

خدا کی پناہ! کتنا دلدوز، کس قدر حسرتناک اور کیسا خوفناک وہ نظارہ ہوتا ہوگا، جب باپ اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے ہاتھ سے گڑھا کھود کر زندہ دفن کرتا ہوگا؟ یہ تھی ظہور اسلام سے قبل عرب کے ان سنگ دل اور بے رحم لوگوں کی حالت، ناجانے کتنی بچیاں عرب کی زمین تلے زندہ دفن کر دی گئی ہوں گی۔

ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے پیکر محبت اور امن کے شہزادے محسن انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا جس نے اپنی خداداد قوّت قدسی کے طفیل اس وحشی اور خونخوار جنگجو قوم کے دلوں کو محبت اور دلائل

باقی صفحہ 17 پر

اسلام کا لایا ہوا
عظیم انقلاب

مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب۔ مربی سلسلہ حال فرانکفرٹ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ البقرۃ 152)

یعنی جیسا کہ ہم نے تمہارے اندر تم ہی میں سے رسول بھیجا ہے جو تم پر ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور (اس کی) حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے جن کا تمہیں پہلے کچھ علم نہ تھا۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ ایک ایسی قوم میں مبعوث ہوئے جس کے لوگ قرآنی بیان ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ کے مطابق ہر قسم کے فساد میں مبتلا تھے اور اپنے خالق حقیقی سے بہت دُور جا پڑے تھے۔ جس کی حالت کا نقشہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام یوں کھینچتے ہیں ؎

صَادَفْتَهُمْ قَوْماً كَرَوْثٍ ذِلَّةً

یعنی تُو نے انہیں گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے مولا کے حضور دعاؤں اور ساری زندگی جدو جہد کرتے ہوئے اُن جانوروں سے بدتر انسانوں کو انسان بنایا، پھر تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر باخدا انسان بنایا یہاں تک کہ ؎

فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ

یعنی تُو نے انہیں خالص سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا۔ اس مقصد کیلئے رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم پا کر اور اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (کنز العمال جلد 3 صفحہ 18، مطبوعہ حلب 1970ء) (مجھے اعلیٰ اخلاق حسنہ کو مکمل کرنے کیلئے مبعوث کیا گیا ہے) کے اعلان کے ساتھ اپنا اسوہ کامل دکھا کر دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ الخُلقُ وِعاءُ الدِّينِ
(کنز العمال جلد 3 صفحہ 5، مطبوعہ حلب 1970ء)

کہ خُلق دین کا برتن ہے۔ اگر کسی کے پاس یہ برتن نہیں اور وہ کہتا ہے کہ میرے پاس ایمان کا دودھ ہے تو وہ ایک کھوکھلا دعویٰ ہے۔ چنانچہ وہی لوگ جو پہلے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کرنے لگے جتنی حقیقی بھائی بھی آپس میں نہیں کرتے۔ فرمایا اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا
(آل عمران:104)

وہ جو اپنی عورتوں کو بیچ ڈالتے رہے، وہی لوگ عورتوں (ماؤں) کے قدموں تلے اور بیٹیوں کی اچھی تربیت کرنے کے ذریعہ سے جنّت تلاش کرنے لگے۔ اور آج کا معاشرہ بڑا نعرے لگاتا ہے کہ ہم نے عورت

کو حقوق دیئے۔حقیقت تو یہ ہے کہ عورت کو آج بھی وہ حقوق اور حفاظت حاصل نہیں ہے جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے دے دیئے تھے۔

پھر رسول اکرم ﷺ معاملات کے متعلق فرماتے ہیں:

اَشْرَفُ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّامَنَکَ النَّاسُ وَاَشْرَفُ الْاِسْلَامِ اَنْ یَّسْلَمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِکَ وَ یَدِکَ

(الجامع الصغیر للسیوطی الجزء الاول صفحہ 36 مطبوعہ مصر 1321ھ)

کہ اعلیٰ درجہ کا ایمان یہ ہے کہ لوگ تیرے ہاتھ سے امن میں رہیں اور کسی کو تجھ سے دکھ نہ پہنچے اور اعلیٰ درجہ کا اسلام یہ ہے کہ لوگ تجھ سے محفوظ رہیں یعنی تو نہ زبان سے لڑے اور نہ ہاتھ سے انہیں کوئی تکلیف پہنچائے۔

رسول اکرم ﷺ خدمت قومی کے متعلق فرماتے ہیں:

فَلَصَبْرُ سَاعَةٍ فِیْ بَعْضِ مَوَاطِنِ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً خَالِیًا (شعب الایمان باب الجہاد)

کہ اگر اسلام کی خدمت میں کوئی شخص تم میں سے ایک گھنٹہ خرچ کرتا ہے جس کا اسے کوئی ذاتی فائدہ نہیں پہنچتا تو وہ چالیس سال کی عبادت سے زیادہ ثواب حاصل کرتا ہے۔

چُستی اور محنت سے کام کرنے کے متعلق آپ ﷺ فرماتے ہیں:

اِعْمَلْ عَمَلَ امْرِئٍ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّمُوْتَ اَبَدًا وَاحْذَرْ حَذْرَ امْرِئٍ یَخْشٰی اَنْ یَّمُوْتَ غَدًا

(الجامع الصغیر للسیوطی الجزء الاول صفحہ 41 مطبوعہ مصر 1321ھ)

کہ جب تم دنیا کے کام کرو تو یاد رکھو کہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ایسی محنت اور ایسی چُستی سے کرو گویا تم نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور کبھی مرنا ہی نہیں، لیکن دین کے معاملہ میں اس طرح ڈرتے ڈرتے کام کرو گویا تم نے کل ہی مرجانا ہے۔

رزق حلال کے متعلق رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

اَلْعِبَادَةُ عَشَرَةُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةٌ مِّنْهَا فِیْ طَلَبِ الْحَلَالِ

(بحار الانوار مطبوعہ بیروت جلد 74، صفحہ 27)

کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے دس حصّے ہیں۔ایک حصہ عبادت کا تو نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہے مگر عبادت کے نَو حصّے رزق حلال کھانا ہے۔گویا اگر تم نمازیں بھی پڑھتے ہو، روزے بھی رکھتے ہو، حج بھی کرتے ہو، زکوٰۃ بھی دیتے ہو لیکن اپنی تجارت میں دھوکا بازی کرتے ہو، تو تم ایک حصّہ دودھ میں نَو حصّے ناپاکی ملا دیتے ہو اور اپنی تمام عبادت کو ضائع کر لیتے ہو۔

بنی نوع انسان کی خیر خواہی کے متعلق رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیَعْمَلْ بِیَدِهٖ فَیَنْفَعُ نَفْسَهٗ

(الجامع الصغیر للسیوطی جلد 2 صفحہ 52 مطبوعہ مصر 1321ھ)

کہ ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے اور اگر کوئی کہے کہ میں تو غریب ہوں تو ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ قومی کام اپنے ہاتھ سے کرے۔

صفائی کا خیال رکھنے کے متعلق رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ

(فتح المنعم شرح صحیح مسلم باب فضل الوضوء زیر حدیث نمبر 397)

کہ صفائی رکھنا ایمان کا جزو ہے۔

پھر صداقت کے متعلق آپ ﷺ فرماتے ہیں:

اِیَّاکُمْ وَالْکَذِبَ فَاِنَّ الْکَذِبَ لَا یَصْلُحُ فِی الْجِدِّ وَلَا بِالْهَزْلِ وَلَا یَعِدُ الرَّجُلُ صَبِیَّهٗ ثُمَّ لَا یَفِیْ لَهٗ

(مقدمہ ابن ماجہ باب اجتناب البدع والجدل)

کہ اے لوگو، تم جھوٹ سے بچو اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ جھوٹ نہ ہنسی میں جائز ہے نہ سنجیدگی میں اور اپنے بچوں سے بھی جھوٹا وعدہ نہ کرو۔

یہ اخلاق فاضلہ کے وہ اعلیٰ معیار ہیں جن کو اسلام نے پیش کر کے اپنے ماننے والوں میں ایک انقلاب عظیم برپا کیا۔ ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا یہ معیار تھا کہ اپنی جائیدادیں تک اپنے بھائیوں کو پیش کر دیں۔

اور دوسری طرف جن کو پیش کی گئیں ان میں بھی ایک انقلاب عظیم آچکا تھا۔ انہوں نے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیں اور کہا کہ کسی کے محتاج ہونے سے بہتر ہے کہ ہم خود کما کر کھائیں گے۔

افضل و اعلیٰ ہے نبیوں میں کمالت آپ کی

مامَن ہر نفس ہے آقا رِسالت آپ کی
ذات ، توحیدِ خدا پر ہے دلالت آپ کی

پاسبانی آپ کی جبریل کو بخشی گئی
آپ ربّ العالمیں نے کی کفالت آپ کی

آپ ہی کی ذات ہے مقصود ہائے کُن فکاں
سب جہانوں پر قدم سے ہے ایالت آپ کی

خود بُلایا عرش پر، محبوبِ داوَر آپ کو
یعنی مقصودِ حقیقی تھا وِصالت آپ کی

معجزہ شق القمر کا ہو یا ہو معراج کا
افضل و اعلیٰ ہے نبیوں میں کمالت آپ کی

خوفِ روزِ حشر ہو کیوں شافعِ محشر ہمیں
مغفرت سامان ہو گی واں وَسالت آپ کی

(حنیف تمنّا)

سچائی اور ایمانداری کے ایسے معیار اسلام کے انقلاب عظیم نے پیدا کئے کہ ایک مسلمان سو دینار کا ایک گھوڑا دیہات سے خرید کر لایا۔ جب وہ گھوڑا فروخت کے لئے بازار میں آیا تو دوسرے مسلمان نے کہا کہ یہ گھوڑا بہت اچھا ہے، اس کی قیمت میرے نزدیک دو سو یا تین سو دینار ہے۔ مالک کہتا ہے کہ اس گھوڑے کی قیمت سو دینار ہے، میں زیادہ رقم کس طرح لے سکتا ہوں۔

چنانچہ ہر میدان میں ہمیں آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ایک انقلاب پیدا ہوا نظر آتا ہے۔لیکن اس انقلاب کے لئے ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ نے اپنی جان کو ہلکان کیا، دعاؤں سے اپنی سجدہ گاہوں کو آباد کیا اور اپنے عملی نمونہ سے درس سکھایا۔ جیسا کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ اور دُنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللھم صل وسلم وبارك عليه وآله بعدد همه وغمه وحزنه لهٰذه الامة وانزل عليه انوار رحمتك الى الابد"

(برکات الدعا صفحہ 11-10)

اگر آج دنیا کا کوئی بھی معاشرہ، کیا یورپ اور کیا افریقہ امن اور ترقی چاہتا ہے تو اسے اسلام کے ان اصولوں کو اپنانا ہوگا۔ ان تعلیمات کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح اور مہدی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے کشفًا دکھایا کہ آپ نے نئی زمین اور نیا آسمان بنایا ہے۔ پھر آپؑ نے کہا کہ آؤ انسان کو پیدا کریں۔ ہمارے پیارے امام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 5 جون 2015ء میں فرماتے ہیں:

"یہ نئی زمین اور نیا آسمان بنانا اور انسان پیدا کرنا وہ انقلاب ہے جو آپ نے اپنے ماننے والوں میں پیدا کرنا تھا۔ نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کا سب سے بڑھ کر اور کامل اور مکمل اظہار تو ہمیں آنحضرت ﷺ کی ذات میں نظر آتا ہے۔ آپ نے کس طرح نئی زمین اور نیا آسمان بنایا کہ توحید کے دشمنوں کو توحید پر قائم کردیا۔ وہی جو بتوں کو پوجنے والے تھے اور ایک خدا کے انکاری تھے وہ اَحد اَحد کہہ کر ہر طرح کے ظلم سہتے رہے۔ جو توحید کے قیام کے لئے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے لیکن توحید سے انکار نہیں کیا۔ جن کو خدا تعالیٰ کا تصور ہی نہیں تھا ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اس طرح اترا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر الٰہی مادی کھانے سے زیادہ ان کی غذا بن گئی۔ انہوں نے دن کو روزوں اور راتوں کو نوافل میں گزارنا شروع کر دیا۔ ان کی عورتوں نے بھی عبادت کے شوق اور خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کے لئے رات کی اپنی نیندوں کو حرام کر دیا"۔

یہ ایک عظیم معجزہ تھا جو آپ ﷺ سے ظہور میں آیا اور لوگوں میں ایک ایسا انقلابِ عظیم پیدا ہوا کہ انہوں نے ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنا شروع کر دیا۔ پس یہی نئی زمین اور نیا آسمان تھا جو آپ ﷺ کے آنے سے بنا اور اِس زمانہ میں آپ ﷺ کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کا کام سپرد کیا۔ چنانچہ آپؑ نے نئی زمین اور نیا آسمان بنا کر ایک انقلابِ عظیم پیدا کرکے دکھا بھی دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی آج حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ اسلام کے اس انقلابِ عظیم کا نمونہ بن کر دنیا کو اسلام کی طرف بلانے والے بنیں، آمین۔

(اس مضمون کی تیاری میں دیگر کتب کے علاوہ بنیادی طور پر حضرت مصلح موعودؓ کی تصنیف "انقلابِ حقیقی" سے استفادہ کیا گیا ہے)

جرمنی میں عید الاضحیہ

ابراہیمیؑ قربانیوں کی یاد میں جماعت احمدیہ جرمنی نے امسال مؤرخہ 31 جولائی کو عید الاضحیہ پوری مذہبی عقیدت و احترام کے ساتھ منائی۔ جرمنی کی تمام احمدیہ مساجد و مراکز کے علاوہ کرائے کے ہال لے کر حالیہ وَبا کے پیش نظر حکومتی ہدایات کی پابندی کرتے ہوئے نماز عید ادا کی گئی اور اس کے بعد خطبہ عید میں اسلام کے اہم رکن حج کا مقصد اور پس منظر بیان کیا گیا۔ اس روز جن احباب کے لئے ممکن تھا انہوں نے اپنے ہاتھ سے جانور ذبح کرکے سنت ابراہیمیؑ کی یاد تازہ کی۔ اس کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرمودہ خطبہ عید احباب جماعت نے اپنے اپنے گھروں میں سنا۔

بقیہ: "پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے" از صفحہ 14

کے ذریعہ ایسا گھائل اور قائل کیا کہ وہ لوگ ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے اور محبت واخوت کے وہ بے نظیر نمونے دکھلائے کہ قیامت تک دنیا کی ہدایت کے لئے ستاروں کی مانند ٹھہرے اور باخدا بلکہ خدا نما انسان بن گئے۔ اور آپؐ نے بچیوں کو رحمت کا خطاب دے کر عورت کے صرف حقوق ہی قائم نہیں کئے بلکہ آپ ﷺ نے اولاد کے لئے جنت کی کنجی ماں کے قدموں تلے رکھ دی۔

وہ رحمت عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انسان کہلاتی ہے، سب حق تیرے دلواتا ہے

جو عظیم انقلاب رسول کریم ﷺ نے برپا کیا اس کا اعتراف غیر مسلم دانشور بھی کرتے ہیں۔ راجیندر نارائن لال صاحب ایم اے تاریخ بنارس ہندو یونیورسٹی اپنی کتاب "اسلام ایک جانچا پرکھا خدائی نظام حیات" میں لکھتے ہیں:

"اسلام سے قبل کے عرب سر تا پا گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے انہیں اسلام کی تعلیم کے ذریعہ انتہائی قلیل وقت میں مجسم مذہبی اور انسانیت کے لئے قابل نمونہ بنا دیا۔ کسی بھی جنسی خواہشات میں ڈوبے، لالچی، غاصب، زانی، جواری، جھگڑالو، شرابی، چور، اور توہم پرست قوم کا اسی نسل میں دل تبدیل کر دینا ایک ایسا معجزہ ہے، جس کی مثال تاریخ میں دوسری نہیں ہے"۔

(اسلام ایک سویَن سِدھ ایشوریہ جیون ویوستھا۔ ناشر ساھتیہ سوربھ 1781، حوض سوئیوالان دہلی)

سلطان القلم بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اس معجزہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے اشعار میں فرماتے ہیں۔

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی، وحشی کو ہے اک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار

تعارف کتب

نوید حمید

”تذکرہ“

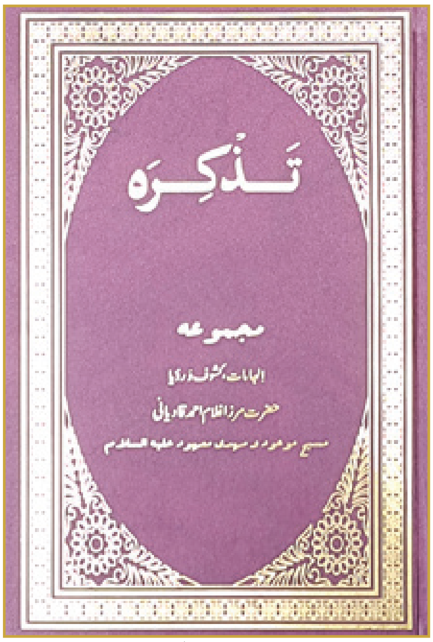

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں میں رواج پانے والے جن غلط تصوّرات کا ازالہ فرمایا ان میں ایک وحی والہام کے بارے میں تھا۔ اکثر مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل اس غلط فہمی کا شکار تھے کہ گو خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے پہلے ہمکلام ہوا کرتا تھا اور ان پر وحی، الہام، رؤیا و کشوف کے ذریعہ غیب کے اسرار کھولتا تھا۔ لیکن قرآن کریم کے نازل ہونے کے بعد یہ سلسلہ بند ہوگیا ہے اور اب مزید اس کی ضرورت نہیں رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں پر واضح فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی ایک صفت کلیم بھی ہے اور وہ اپنے چنیدہ بندوں سے اب بھی ایسے ہی کلام فرماتا ہے جیسا کہ وہ پہلے فرماتا تھا۔ آپ نے اس بات کا اظہار اپنے اس مشہور شعر میں بھی کیا۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

حضور نے یہ بات نہ صرف دلائل و براہین کے ذریعہ واضح فرمائی۔ بلکہ اس سے بڑھ کر آپ نے اپنے آپ کو ایک زندہ مثال کے طور پر پیش کیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھ پر رؤیاء صادقہ اور کشف والہام کے ذریعہ اسرار غیب کھولتا ہے اور آپ نے اپنی تحریروں، تقریروں، روزمرہ گفتگو نیز خطوط میں بارہا اپنے الہامات کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ مختلف کتب، اخبارات و رسائل وغیرہ میں درج تھے۔ 1935ء میں جماعت نے پہلی دفعہ ان کو ایک کتاب میں اکٹھا کر کے شائع کیا۔ اس وقت یہ کام حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کے زیر نگرانی ہوا اور اس کام کے لیے باقاعدہ ایک سب کمیٹی بھی مقرر کی گئی۔ حضورؑ کے رؤیا، کشوف والہامات کے اس مجموعہ کو ”تذکرہ“ کے نام سے شائع کیا گیا۔ اس میں زمانی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کے متعدد ایڈیشن مختلف اضافوں کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ نیز اس کتاب کا انگریزی اور جرمن زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ انگریزی ترجمہ سر ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ جبکہ جرمن ترجمہ جرمن نژاد احمدی خاتون سکالر محترمہ فریدہ ثروت صاحبہ (مقیم اسلام آباد، پاکستان) نے کرنے کی توفیق پائی، فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔

اس کتاب میں درج رؤیا والہام کا سلسلہ کم و بیش 1860ء سے شروع ہوتا ہے جو تقریباً اٹھاون سال پر محیط ہے۔ یہ کتاب صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی ایک بڑی دلیل ہے کیونکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے سورہ الحاقہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر وہ ہماری طرف بعض باتیں جھوٹے طور پر منسوب کر دیتا تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑتے اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ مسلمان علما اس آیت سے واضح نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرتا ہے تو ضرور ہلاک ہوتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا سلوک بالکل اس سے برعکس نظر آتا ہے۔ آپ تو تمام عمر ترقی کی بلند سے بلند منازل طے کرتے گئے اور اس کا اپنوں نے ہی نہیں غیروں نے بھی اعتراف کیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی قائم کردہ جماعت بھی ترقی کی نئی سے نئی منازل سر کرتی چلی جارہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ یہ سلوک اب بھی جاری ہے۔ اس طرح کتاب ’تذکرہ‘ حضور اقدس کے منجانب اللہ ہونے کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔

کتاب ’تذکرہ‘ جماعت میں بہت مقبول ہے اور بہت سے احباب جماعت اس کا مستقل مطالعہ جاری رکھتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہ ایک حیرت انگیز دستاویز ہے جس میں خدا تعالیٰ کے اپنے خاص بندے سے محبت پیار کے اظہار اور اس سے ہمکلام ہونے کے واقعات کو روزمرہ کی بنیادوں پر درج کیا گیا ہے۔ اس طرح سے یہ ہر احمدی کے لئے تقویت ایمان کا باعث ہے۔ نیز یہ اس بات کی تحریک و ترغیب بھی دلاتی ہے کہ زندہ خدا سے زندہ تعلق قائم رکھنا کوئی پرانی بات نہیں بلکہ آج بھی انسان خدا تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق قائم رکھ سکتا ہے بلکہ اگر خدا کو منظور ہو تو اس سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف بھی پا سکتا ہے۔

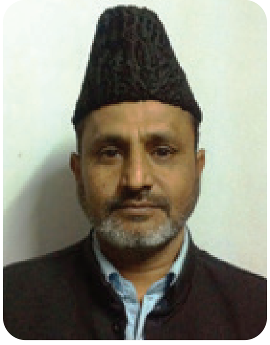

ہجری شمسی کیلنڈر کا آٹھواں مہینہ

ظہور

مکرم محمد رئیس طاہر صاحب۔ مربی سلسلہ ربوہ

گزشتہ اقساط میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم الشان کارنامہ تقویم ہجری شمسی کے اجراء کا ذکر ہو چکا ہے کہ یہ اسلامی کیلنڈر جنوری 1940ء میں متعارف ہوا اور ابتدائی تاریخ اسلام کے اہم واقعات کے مطابق تمام مہینوں کے نام رکھ کر اسے مرتب کیا گیا۔

ہجری شمسی کیلنڈر میں ماہ اگست کا نام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ظہور رکھا ہے۔ اس لفظ کا مادہ ظ ہ ر ہے جس کے معنی "ظاہر ہونا" اور "غالب آنا" ہیں۔ قرآن کریم میں یہ لفظ ان ہر دو معانی میں استعمال ہوا ہے، فرمایا: فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا۔ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِن رَّسُولٍ۔ (الجن:27،28) یعنی اللہ تعالیٰ اظہار غیب کے لئے اپنے رسولوں کا انتخاب فرماتا ہے۔ اسی طرح فرمایا: قرآن کریم میں ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) یعنی جب دنیا میں فساد، لاقانونیت، ناانصافی اور بداخلاقی ہر طرف چھا جاتی ہے تو خدا تعالیٰ ضرورت زمانہ کے لحاظ سے انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لئے اور نیک فطرت کے احیاء کے لئے اپنے انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے۔

جہاں تک اس کے دوسرے معنی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں اسلام کے کل ادیان پر غلبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (الصف:10) کہ خدا دنیا میں انبیاء کو غالب آنے کے لئے ہی مبعوث فرماتا ہے کیونکہ یہ تعلیم ہی غالب آنے والی ہوتی ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہو اور دنیا سے فساد کو ختم کر کے امن اور انصاف کو قائم کرتی ہے۔

ماہ اگست کا نام ظہور انہی دوسرے معانی کے پیش نظر رکھا گیا کہ اس مہینہ میں جنگ موتہ کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے بیرون عرب میں اسلام کی اشاعت اور ظہور یعنی غلبہ کی بنیاد رکھوائی۔

اس واقعہ سے قبل آپ نے ہرقل کے مقرر کردہ امیر بصریٰ کی طرف حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ایک تبلیغی خط بھیجا تھا۔ جب وہ موتہ کے مقام پر پہنچے تو شرجیل غسانی نے انہیں باندھ کر قتل کر دیا۔ جس پر رسول اللہ نے

اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے ماتحت تین ہزار صحابہ کرام کی فوج وہاں بھیجی اور ارشاد فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو اس کی جگہ جعفر بن ابی طالب لے لے وہ شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ اس کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور وہ شہید ہو جائے تو مسلمان اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں اور اسی ترتیب سے وہ اس جنگ میں شہید ہوئے اور مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید کو اپنا سپہ سالار چن لیا۔

اس واقعہ میں مسلمانوں کے غلبہ کی ایک وجہ بڑے وقار سے ظاہر ہوئی کہ مسلمانوں کی ایسی تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی تھی کہ انہوں نے ایسے سخت حالات میں محض خداداد عقل و فہم سے ایسے آدمی کو منتخب کیا جو ان حالات میں بہترین لیڈر ثابت ہوا۔ کسی قوم کے غلبہ کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان کی تربیت ایسے رنگ میں ہوئی ہو کہ وہ ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کے لئے تیار ہوں اور مناسب حال فیصلہ کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔

انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دین فطرت کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الصّف میں فرماتا ہے کہ خواہ دشمن برا بھی منائے یہ فطرتی تعلیم ضرور غالب آتی ہے۔ ہر نبی کے دور میں گمراہ اور انسانیت کے دشمنوں نے انبیاء اور مومنین کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ اس کو زبردستی دبانے کی کوشش بھی کی لیکن ہر دفعہ خدا کے انبیاء ہی غالب آئے۔ اور ان کے ذریعہ سے غیب کی خبریں بھی عطا کی گئیں اور دشمن کو مغلوب بھی کیا گیا۔ دراصل انسان کو خدا تعالیٰ نے ایسے قویٰ عطا فرمائے ہیں کہ وہ دنیا میں ایک جنت نظیر معاشرہ قائم کر سکتا ہے لیکن جب انسان اس تعلیم کو چھوڑ کر گناہوں میں پڑ گئے اور تقویٰ کے راستے سے ہٹ گئے تو دنیا میں فساد برپا ہو گیا۔ اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تقویٰ کوئی چھوٹی چیز نہیں۔ اس کے ذریعے سے ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ جو انسان کی ہر ایک اندرونی طاقت و قوت پر غلبہ پائے ہوئے ہیں۔ یہ تمام قوتیں نفس امارہ کی حالت میں انسان کے اندر شیطان ہیں۔ اگر اصلاح نہ پائیں گی تو انسان کو غلام کر لیں گی۔ علم و عقل ہی برے طور پر استعمال ہو کر شیطان ہو جاتے

ہیں۔متقی کا کام ان کی اور ایسا ہی اور دیگر قویٰ کی تعدیل کرنا ہے"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 21)

گویا انسان کو فساد، برائی، بداخلاقی اور بدامنی سے نجات دینے والی چیز تقویٰ کی تعلیم ہے اگر یہ تعلیم ہوگی تو انسانیت بھی قائم ہوگی اور امن وخوشحالی ہوگی اور اس لحاظ سے سب سے کامل اور اکمل تعلیم ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ سے لے کر آئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہمارے نبی اکرم ﷺ نے پوری پوری نجات قوم کو دی۔ رسول اکرم ﷺ اگر طاقت، شوکت، سلطنت اسلام کو نہ دیتے، تومسلمان مظلوم رہتے اور کفار کے ہاتھ سے نجات نہ پاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک تو یہ نجات دی کہ مستقل اسلامی سلطنت قائم ہوگئی۔ دوسرے یہ کہ گناہوں سے ان کو کامل نجات ملی۔ خدا تعالیٰ نے ہر دو نقشے کھینچے ہیں کہ عرب پہلے کیا تھے اور پھر کیا ہو گئے۔ اگر ہر دو نقشے اکٹھے کیے جائیں تو ان کی پہلی حالت کا اندازہ ہو جائے گا۔سو اللہ تعالیٰ نے ان کو دونوں نجاتیں دیں۔ شیطان سے بھی نجات دی اور طاغوت سے بھی۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 26)

اسلام کے غلبہ کو دو دفعہ ظاہر کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اب دیکھو کہ یہی رباط کا لفظ جو ان گھوڑوں پر بولا جاتا ہے جو سرحد پر دشمنوں سے حفاظت کے لئے باندھے جاتے ہیں۔ ایسا ہی یہ لفظ ان نفسوں پر بھی بولا جاتا ہے جو اس جنگ کی تیاری کے لئے تعلیم یافتہ ہوں۔ جو انسان کے اندر ہی شیطان سے ہر وقت جاری ہے۔ یہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ اسلام کو دو قوتیں جنگ کی دی گئیں تھیں۔ ایک قوت وہ تھی جس کا استعمال صدر اول میں بطور مدافعت اور انتقام کے ہوا۔یعنی مشرکین عرب نے جب ستایا اور تکلیفیں دیں تو ایک ہزار نے ایک لاکھ کفار کا مقابلہ کر کے شجاعت کا جوہر دکھایا اور ہر امتحان میں اس پاک قوت وشوکت کا ثبوت دیا۔ وہ زمانہ گزر گیا اور رباط کے لفظ میں جو فلسفی ظاہری قوت جنگ اور فنون جنگ کی مخفی تھی وہ ظاہر ہو گئی۔

اب اس زمانہ میں جس میں ہم ہیں ظاہری جنگ کی مطلق ضرورت اور حاجت نہیں۔ بلکہ آخری دنوں میں جنگ باطنی کے نمونے دکھانے مطلوب تھے اور روحانی مقابلہ زیر نظر تھا۔ کیونکہ اس وقت باطنی ارتداد اور الحاد کی اشاعت کے لئے بڑے بڑے سامان اور اسلحہ بنائے گئے، اس لئے ان کا مقابلہ بھی اسی قسم کے اسلحے سے ضروری ہے۔ کیونکہ آجکل امن وامان کا زمانہ ہے اور ہم کو ہر طرح کی آسائش اور امن حاصل ہے۔ آزادی سے ہر آدمی اپنے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ اور احکام کی بجا آوری کرسکتا ہے۔ پھر اسلام جو امن کا سچا حامی ہے، بلکہ حقیقتاً امن اور سلم اور آشتی کا اشاعت کنندہ ہی اسلام ہے کیونکر اس زمانہ امن وآزادی میں اس پہلے نمونے کو دکھانا پسند کرسکتا تھا؟ پس آجکل وہی دوسرا نمونہ یعنی روحانی مجاہدہ مطلوب ہے۔ کیونکہ ع

کہ حلوا چو یکبار خوردند و بس

ایک اور بات بھی ہے کہ اس پہلے نمونے کو دکھانے میں ایک اور امر بھی ملحوظ تھا۔ یعنی اس وقت اظہار شجاعت بھی مقصود تھا۔ جو اس وقت کی دنیا میں سب سے زیادہ محمود اور محبوب وصف سمجھی جاتی تھی اور اس وقت تو حرب ایک فن ہو گیا ہے کہ دور بیٹھے ہوئے بھی ایک آدمی توپ اور بندوق چلا سکتا ہے، مگر ان دونوں میں سچا بہادر وہ تھا جو تلواروں کے سامنے سینہ سپر ہوتا۔ مگر آجکل کا فن حرب تو بزدلوں کا پردہ پوش ہے۔ اب شجاعت کا کام نہیں، بلکہ جو شخص آلات حرب جدید اور نئی توپیں وغیرہ رکھتا ہے اور چلا سکتا ہے وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس حرب کا مدعا اور مقصد مومنوں کے مخفی مادہ شجاعت کا اظہار تھا اور خدا تعالیٰ نے جیسا چاہا، خوب طرح سے اسے دنیا میں ظاہر کیا۔ اب اس کی حاجت نہیں رہی، اس لئے کہ اب جنگ نے فن اور مکیدت اور خدیعت کی صورت اختیار کر لی ہے اور نئے نئے آلات حرب اور پیچدار فنون نے اس قیمتی اور قابل فخر جوہر کو خاک میں ملا دیا ہے۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 37-36 طبع 2010ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اسلام کے ضعف اور غربت اور تنہائی کے وقت میں خدائے تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے تا میں ایسے وقت میں جو اکثر لوگ عقل کی بد استعمالی سے ضلالت کی راہیں پھیلا رہے ہیں اور روحانی امور سے رشتہ مناسبت بالکل کھو بیٹھے ہیں اسلامی تعلیم کی روشنی ظاہر کروں۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ اسلام اپنا اصلی رنگ نکال لائے گا اور اپنا وہ کمال ظاہر کرے گا جس کی طرف آیت لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصف:10) میں اشارہ ہے۔ سنّت اللہ اسی طرح واقع ہے کہ خزائن معارف ودقائق اُسی قدر ظاہر کئے جاتے ہیں جس قدر اُن کی ضرورت پیش آتی ہے۔ سو یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے جو اس نے ہزارہا عقلی مفاسد کو ترقی دے کر اور بے شمار معقولی شبہات کو بمنصۂ ظہور لا کر بالطبع اس بات کا تقاضا کیا ہے کہ ان اوہام واعتراضات کے رفع ودفع کے لئے فرقانی حقائق ومعارف کا خزانہ کھولا جائے۔ بے شک یہ بات یقینی طور پر ماننی پڑے گی کہ جس قدر حق کے مقابل پر اب معقول پسندوں کے دلوں میں اوہام باطلہ پیدا ہوئے ہیں اور عقلی اعتراضات کا ایک طوفان برپا ہوا ہے اس کی نظیر کسی زمانہ میں پہلے زمانوں میں سے نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا ابتداء سے اس امر کو بھی کہ ان اعتراضات کا براہین شافیہ وکافیہ سے بحوالہ آیات فرقان مجید بکلّی استیصال کر کے تمام ادیان باطلہ پر فوقیت اسلام ظاہر کر دی جائے اِسی زمانہ پر چھوڑا گیا تھا کیونکہ پیش از ظہور مفاسد ان مفاسد کی اصلاح کا تذکرہ محض بے محل تھا۔ اِسی وجہ سے حکیم مطلق نے ان حقائق اور معارف کو اپنی کلام پاک میں مخفی رکھا اور کسی پر ظاہر نہ کیا جب تک کہ اُن کے اظہار کا وقت آ گیا۔ ہاں اس وقت کی اس نے پہلے سے اپنی کتاب عزیز میں خبر دے رکھی تھی جو آیت هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى۔ (الصف:10) میں صاف اور کھلے کھلے طور پر مرقوم ہے۔ سو اب وہی وقت ہے اور ہر یک شخص روحانی روشنی کا محتاج ہو رہا ہے سو خدائے تعالیٰ نے اس روشنی کو دے کر ایک شخص دنیا میں بھیجا وہ کون ہے؟ یہی ہے جو بول رہا ہے۔
(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 514)

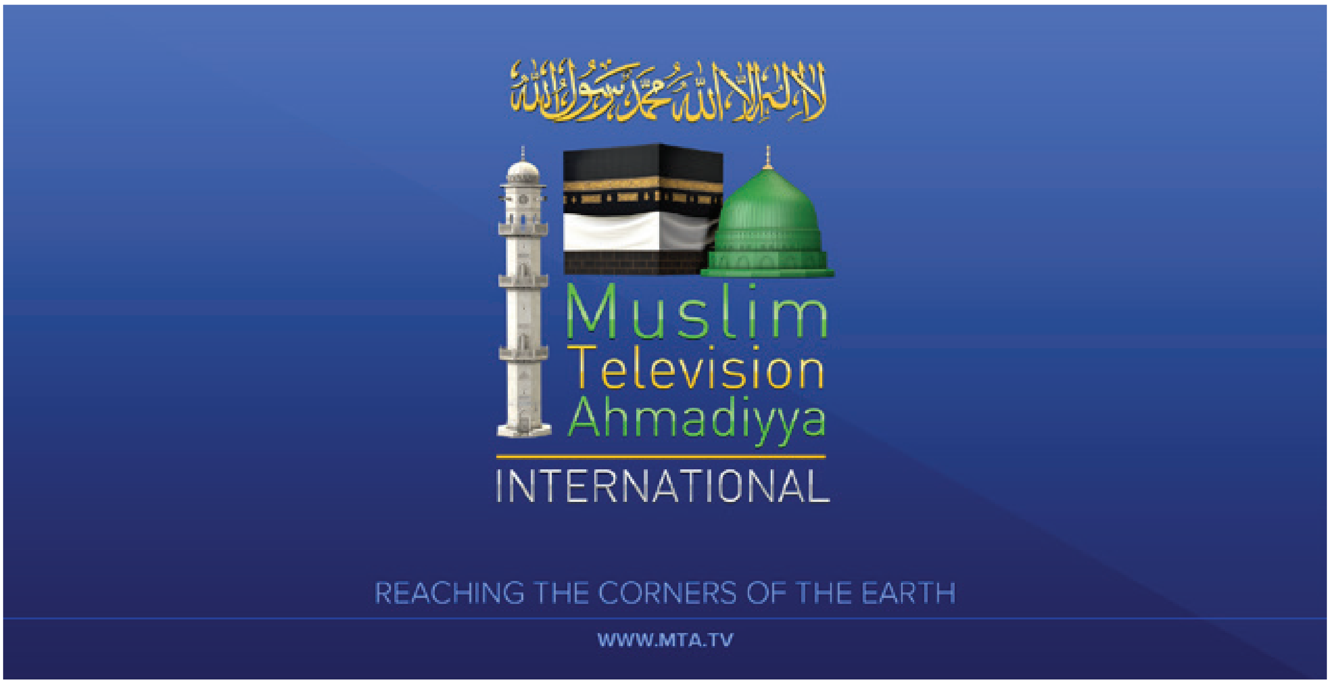

قسط سوم، آخری

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل

الٰہی نوشتوں میں مذکور عظیم الشان پیشگوئیوں کا مصداق اور احمدیت کی صداقت کا عالمی گواہ

توحید کے تابع امن عالم اور وحدت انسانی کے قیام کے لئے غیر معمولی اہمیت کا حامل مبارک آسمانی انتظام

(مولانا نصیر احمد قمر صاحب۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

احمدیت کی صداقت کا عالمی گواہ

الغرض مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل ایک عظیم نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو عطا کی ہے۔ یہ وہ واحد مسلم ٹی وی چینل ہے جو ساری دنیا میں روزانہ چوبیس گھنٹے اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات کو پیش کرتا ہے۔ رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر ربّ العالمین کی طرف سے نازل ہونے والی تعلیم کے فیض سے اس ٹی وی چینل کی نشریات عالمی نشریات ہیں اور اس کے پروگرام عالمی پروگرام ہیں۔ یہاں سے وہی دین اسلام پیش کیا جاتا ہے جو عالمی دین ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت اور رحمت کا باعث ہے۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے سارے پروگرام غیر جانبدار، کامل عدل و انصاف اور سچائی و راستی پر مبنی ہیں۔ ان میں کسی قسم کے تصنّع اور بناوٹ یا جھوٹ یا مداہنت کی کوئی آمیزش نہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ نورِ محمدی کے فیض سے MTA نہ مشرقی ہے نہ مغربی بلکہ یہ ابدی صداقتوں کو پھیلانے والا اور فطرتِ انسانی کو اپیل کرنے والا ایک عالمی چینل ہے۔ کُل عالَم کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے ایم ٹی اے کو عظیم الشان خدمت کی سعادت حاصل ہے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ مُسلمہ کے امام خلیفۃ المسیح کے تمام خطبات، خطابات، درس القرآن، مجالس سوال و جواب سب کے سب عالمی حیثیت رکھتے ہیں اور تمام دنیا آپ کی مخاطب ہوتی ہے۔ عالمی خطبہ جمعہ، عالمی جلسہ سالانہ، عالمی بیعت، عالمی سجدہ تشکّر، عالمی نعرے، عالمی دعائیں، عالمی درس القرآن، عالمی مجالس عرفان، غرضیکہ ہر چیز میں عالمی وحدت کے نظارے ایم ٹی اے پر دیکھنے میں آتے ہیں اور خلافتِ احمدیہ حقیقی معنوں میں کُل عالَم کے سعید فطرت مسلمانوں کے دلوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔ ساری دنیا کے احمدی باوجود رنگ ونسل اور زبانوں کے اختلاف کے ایک ہی رنگ میں، جو رنگِ تقویٰ ہے، نشوونما پا رہے ہیں اور باوجود ظاہری طور پر ہزارہا میل کی مسافتوں کے ان کے دل وحدتِ ایمانی سے اس طرح مربوط ہیں گویا بنیانِ مرصوص ہوں۔ سارے عالَمِ اسلام میں کوئی اور جماعت ایسی نہیں جو حقیقت میں عالمی جماعت کہلا سکے۔ نہ ان کا کوئی عالمی امام ہے، نہ ان کی فکر و نظر میں وحدت ہے اور نہ عملی طور پر اتفاق و اتحاد۔ بلکہ ان کی کیفیت اُن پراگندہ ومنتشر بھیڑوں کی سی ہے جن کا کوئی نگران نہ ہو اور خونخوار بھیڑیے جب چاہیں اور جس کو چاہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیں۔

یُوں تو کہنے کو دنیا بھر میں پچاس سے زائد مسلم حکومتیں موجود ہیں اور ان میں سے بعض بہت وسیع خزانوں اور مادی وسائل کی مالک ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی عالمگیر مسلم ٹیلی ویژن چینل قائم کرنے کی توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ اگرچہ ان ممالک میں بیسیوں ٹی وی چینل جاری ہیں لیکن کوئی ایک بھی نہیں جسے فی الواقعہ مسلم ٹی وی کہا جا سکے۔ اگر یہ سعادت حاصل ہوئی ہے تو دنیوی لحاظ سے ایک نہایت کمزور اور غریب جماعت کو جس کے پاس نہ تو کوئی معدنی خزائن ہیں، نہ تیل کی دولت، نہ حکومت اور اقتدار۔ لیکن وہ اُس خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے جو زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے۔ اور اُس نے اِس جماعت کو اس لئے قائم فرمایا ہے کہ تا ساری نوعِ انسانی کو دین محمد ﷺ پر جمع کر کے اُمّتِ واحدہ میں تبدیل کرے۔ سو اُس نے محض اپنے فضل سے اور اپنی تقدیرِ خاص سے عالمگیر مسلم ٹیلی ویژن کے اجراء کی توفیق اس جماعت کو عطا فرمائی اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا۔

قرآن و حدیث میں اور اُمّتِ مسلمہ کے صلحاء و بزرگان کی پیشگوئیوں میں بڑی صراحت سے ایسے اشارے موجود ہیں کہ مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ایسے سامان مہیا فرمائے گا جن سے کام لے کر وہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کریں گے۔ مثلاً بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے:

”ایک منادی آسمان سے آواز دے گا جسے ایک نوجوان لڑکی پردے میں رہتے ہوئے بھی سنے گی اور اہلِ مشرق و مغرب بھی سُنیں گے“۔

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 285 از ملا محمد باقر مجلسی۔ دار الاحیاء بیروت)

حضرت امام باقرؒ (وفات 114ھ) سے روایت ہے:

”ہمارے امام قائم جب مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کو بڑھادے گا یہاں تک کہ یوں محسوس ہو گا کہ امام قائم اور ان کے درمیان فاصلہ ایک برید (یعنی ایک سٹیشن) کے برابر رہ گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ امام ان سے بات کریں گے تو وہ انہیں سنیں گے اور ساتھ دیکھیں گے جبکہ امام اپنی جگہ ہی ٹھہرا رہے گا“۔ (بحار الانوار جلد 52 صفحہ 236)

حضرت امام جعفر صادقؒ (وفات 148ھ) کی پیشگوئیوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ مومن جو امام قائم کے زمانہ میں مشرق میں ہو گا اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہو گا۔ اور اسی طرح جو مغرب میں ہو گا وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہو گا۔

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 391)

حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے تحریر فرمایا:

”بیعت کے وقت آسمان سے ان الفاظ میں آواز آئے گی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی آواز سنو، اس کی اطاعت کرو اور یہ آواز اس جگہ کے تمام خاص و عام سنیں گے“۔

(قیامت نامہ صفحہ نمبر 4۔ مطبع مجتبائی دہلی)

یہ اور اس قسم کی اَور بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو اسلامی لٹریچر میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ انجیل میں بھی مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے وقت وحدتِ اقوام اور آسمانی پیغام کی عالمی اشاعت کا تذکرہ موجود ہے۔ ان پیشگوئیوں میں آواز کے آسمان سے اترنے اور یکساں طور پر سب لوگوں کو پہنچنے اور اہلِ مشرق و مغرب کا اپنی اپنی جگہ پر رہتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھنے کا جو تذکرہ ہے اس میں اس عالمی مواصلاتی نظام کی طرف بلیغ اشارہ ہے جو آج کی دنیا میں سیٹلائٹ کمیونیکیشن، فون، فیکس، انٹرنیٹ اور ٹیلی ویژن وغیرہ کی صورت میں معروف و مشہور ہے۔

پھر یہی نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کو ایسے وسائل مہیا ہونے کی پیشگوئیاں پہلے بزرگان نے کیں بلکہ خود حضرت اقدس مسیح موعود اور الامام المہدی علیہ السلام کو بھی الہامات اور رؤیا و کشوف میں ایسی خبریں دی گئیں۔

ایم ٹی اے کی 25 سالہ جوبلی (2019ء) کی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دنیا بھر سے آئے ہوئے کارکنان ایم ٹی اے کے درمیان

8/ دسمبر 1902ء کو مسجد مبارک قادیان میں حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے عصر کی نماز سے قبل اپنے اصحاب کو ایک رؤیا سنائی جس میں ذکر فرمایا:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مَیں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرے کے گول۔ اور اس قدر بڑا ہے جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر اور مَیں اُس پر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارے پر تھے۔ میں نے ان کو بلا کر کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو پانی پر چلتے تھے اور مَیں ہوا پر تیر رہا ہوں۔ اور میرے خدا کا فضل اُن سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔ حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے۔ نہ ہاتھ، نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے اِدھر اُدھر تیر رہے ہیں"۔

(ملفوظات جلد دوم۔ ایڈیشن 2003ء صفحہ 572-569 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا کشف کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:

"اس کشف میں جہاں یہ اشارہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے جب کہا کہ مَیں پانی پر چل رہا ہوں تو درحقیقت آپ نے اپنا ایک کشف ہی بیان فرمایا تھا۔ لوگوں نے بعد میں بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا اور اس کشف کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم کسی زمانے میں بہت بڑی بحری طاقت حاصل کرے گی۔ وہاں اِس کشف میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آئندہ ہوائی جہازوں کا زور زیادہ ہو جائے گا"...۔ (روزنامہ الفضل قادیان 3/ جون 1944ء)

اس زمانے میں ہوا میں تیرنے کے یہ معنی بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ مسیح موعود کو ہواؤں پر غلبہ دیا جائے گا اور ان فضائی ذرائع سے وہ مسیح ناصری کی قوم پر غالب آئیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ہواؤں میں اڑنے اور تیرنے کے مضمون کو حمد اور شکر کے ساتھ باندھ کر یوں بیان فرمایا:

"اسلام کی ترقی کی راہ پر آگے بڑھتے رہیں۔ آپ جو کل چل رہے تھے، آج دوڑ رہے ہیں۔ آپ جو آج دوڑ رہے ہیں ان کو فضا میں اڑنا بھی نصیب ہوا ہے۔ مگر مَیں جانتا ہوں کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اب یہ فیصلہ ہے کہ مسیح محمدی کے لئے آسمان کی فضائیں مسخّر کی جائیں گی اور ان تمام مراتب میں جو آسمانی سفروں سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو سب دنیا کی دوسری قوموں اور انسانوں پر ایک برتری عطا ہو گی۔ پس یہ آسمانی سفر کا آغاز ہوا ہے۔ یہ ایم ٹی اے کی لہریں جو تمام دنیا میں آسمان سے اترتی ہیں یہ اس سفر کا آغاز ہے۔ ابھی بہت کچھ ہے جو آگے آنے والا ہے۔ اگلی صدیاں جو کچھ دیکھیں گی آپ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کتنی بڑی عظمتوں کی بنا ڈالی جا چکی ہے۔ پس اللہ کے فضلوں کا شکر ادا کرتے ہوئے آگے بڑھیں"۔

(الفضل انٹرنیشنل 4/ جولائی تا 10/ جولائی 1997ء صفحہ 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ یکم اگست 2016ء کو ایم ٹی اے افریقہ کا افتتاح فرمایا

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی سو سال قبل کی یہ رؤیا آپ کے مقدس خلیفہ رابع کے مبارک دور میں بڑی شان کے ساتھ ایم ٹی اے کے ذریعہ پوری ہوئی۔ ہوا کے دوش پر آپؑ کی شبیہ مبارک اور آپؑ کا مقدس پیغام ڈش انٹینا کے ذریعہ ساری زمین پر نازل ہو رہا ہے اور گویا شش جہات اس آواز سے گونج رہی ہیں کہ

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِیْحِ جَآءَ الْمَسِیْحِ

نیز بِشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

کوئی کہہ سکتا ہے کہ اور بھی بعض ٹی وی چینلز ایسے ہیں جن پر "اسلامی" پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ لیکن قطع نظر اس کے کہ وہ کس حد تک اسلامی ہیں، اور وہ اسلام کے کسی خاص محدود فرقہ کے نقطۂ نظر کو ہی پیش کرنے والے ہیں۔ اصل بات جو نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ الٰہی نوشتوں اور بزرگان سلف کی پیشگوئیوں میں ایسے ذرائع کا خاص طور پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے مہیا ہونے کا ذکر ہے اور مقصد یہ ہے کہ تا وہ ان سے کام لے کر اسلام کی عالمگیر تبلیغ کی مہم چلائیں۔ آج رُوئے زمین پر مسیح موعود اور الامام المہدی ہونے کا مدّعی صرف ایک ہی وجود ہے۔ یعنی حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ آپ ہی کے متعلق یہ وعدہ ہے کہ آپ دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کریں گے اور حَکَم و عدل بن کر اختلافات کو دُور کریں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

پھر یہ صرف آپ ہی کا وجود گرامی ہے جس نے ان سب ایجادات کے متعلق یہ دعویٰ کیا کہ یہ سب سامان خدا تعالیٰ نے میرے لئے مہیا فرمائے ہیں اور آپ نے بڑی تحدّی اور قوی دلائل کے ساتھ انہیں اپنی صداقت کے ثبوت میں بطور نشان پیش فرمایا۔ مثلاً فرماتے ہیں:

"قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے اور احادیث صحیحہ اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہو گی جس سے اونٹ بیکار ہو جائیں گے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے "وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ" اور حدیث صحیح میں ہے وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا... اسی طرح نہروں کا نکالے جانا، چھاپے خانوں کی کثرت اور اشاعت کتب کے ذریعوں کا عام ہونا اسی قسم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اطفال و ناصرات کے ایک پروگرام میں

کے بہت سے نشان ہیں جو اس زمانے سے مخصوص تھے اور وہ پورے ہو گئے ہیں"۔(الحکم 17/ستمبر 1904ء)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:

"وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ" بھی میرے ہی لئے ہے... پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اور بڑھا رہی ہیں۔ کیونکہ اسباب تبلیغ جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں۔ اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔غرض اس قدر سامان تبلیغ کے جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ہم کو نہیں ملتی"۔(الحکم 20/ نومبر 1902ء)

نیز فرمایا:

"یہ زمانہ اس قسم کا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے وسائل پیدا کر دیئے ہیں کہ دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں اور یہ ضروری امر ہے کہ ان کا مقابلہ ہو اور ان میں ایک ہی سچا ہوگا اور غالب آئے گا"۔

(الحکم 31/اکتوبر 1902ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا:

"میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے"۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ)

مادی اور ظاہری طور پر تو اس خواہش کے پورا ہونے کی کوئی صورت ممکن نہیں کہ ایک مکان کے گرد دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں بلکہ اربوں احمدیوں کے مکانات ہوں اور ہر ایک گھر میں اس کی کھڑکی کھلے۔ مگر اُس خدا نے جس نے خود ایک پاک دل میں یہ خواہش پیدا کی تھی اسے ایم ٹی اے کی شکل میں ممکن کر دکھایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ایسا مکان میسر آ گیا ہے جس کے چاروں طرف احمدی بستے ہیں اور آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں آپ کے خلیفہ کا ہر گھر سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ ممکن ہے۔صرف ٹیلی ویژن کی کھڑکی کھولنے کی ضرورت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی عربی تصنیف 'خطبہ الہامیہ' میں فرماتے ہیں:

"نزول کے لفظ میں جو حدیثوں میں آیا ہے یہ اشارہ ہے کہ مسیح کے زمانہ میں امر اور نصرت انسان کے ہاتھ کے وسیلہ کے بغیر اور مجاہدین کے جہاد کے بغیر آسمان سے نازل ہوگی اور مدبّروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی۔ گویا مسیح بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اترے گا۔ انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا اور اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی اُس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہو کر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے۔ یہی حال اِس زمانہ میں واقع ہوگا۔ پس سن لے جس کو دو کان دیئے گئے ہیں۔ اور نور کی اشاعت کے لئے صُور پھونکا جائے گا اور سلیم طبیعتیں ہدایت پانے کے لئے پکاریں گی۔ اُس وقت مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے۔ پس اس وقت دل جاگ جائیں گے...اور لوگ آسمانی کشش سے جو زمین کی آمیزش سے پاک ہوگی کھینچے جائیں گے"۔

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد 16/ صفحہ 283-286)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 19/ فروری 1993ء میں اس اقتباس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"پس یاد رکھیں جو کچھ اب رُونما ہو رہا ہے اور بہت بڑھ کر آئندہ بھی رونما ہونے والا ہے یہ انسانی حیلوں اور چالاکیوں کے نتیجہ میں ہرگز نہیں ہے۔ یہ خدا کی تقدیر تھی جو آسمان سے بارش کی طرح نازل ہو رہی ہے... ٹیلی ویژن کے نظام کے ذریعہ آوازوں اور تصویروں کے پھیلنے کا کیسا خوبصورت نقشہ ہے جو خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے جاری ہوا ہے... پس یہ جو خدا کے فضل سے سعید روحیں مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب کی اس ذریعہ سے جو بجلی کی سُرعت کے ساتھ ساری دنیا میں پھیلتا ہے جمع ہو رہے ہیں، یہ الٰہی نوشتوں کی باتیں ہیں۔قرآن کریم کی پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہو رہی ہیں۔ یہ عجیب زمانہ ہے کہ زمانہ بھی جمع ہو رہا ہے اور یہ زمانہ گزشتہ زمانوں سے بھی جمع ہو رہا ہے اور جمعوں کے ذریعہ اس عالمی جمع کا عالمی انتظام فرمایا گیا ہے"۔(خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 152-153)

پس مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کا جماعت احمدیہ کو عطا ہونا خدا تعالیٰ کا ایک خاص احسان ہے اور اس کی خاص تقدیر ہے۔

دنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خلافتِ احمدیہ کے سپرد ہے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ عالمگیر جماعت احمدیہ کی خلافت سے اور خلیفۂ وقت کی جماعت سے محبت

نہایت نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے ابھری اور ساری دنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا عمل ایک نہایت خوبصورت انداز میں آشکار ہوا۔ اس کے برعکس وہ معاندین جو جماعت کو پارہ پارہ کرنے کے مکروہ خواب دیکھ رہے تھے وہ دن بدن ذلّت و نکبت کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتے چلے گئے اور ان کی تشتّت و افتراق کی حالتیں عبرت کی مثال بنتی چلی گئیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آج دنیا کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خلافت احمدیہ کے سپرد ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خلافت احمدیہ کو اپنے فضلِ خاص سے جو وسائل اور ذرائع عطا فرمائے ہیں ان میں ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا ایک نہایت اہم اور کلیدی کردار ہے۔جس کے ذریعہ سے خلیفۂ وقت کی آواز بیک وقت اور براہِ راست ساری دنیا کے احمدیوں تک پہنچتی ہے۔ اور وہ ایک آسمانی امام کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے ایک ہی ہاتھ پر جمع ہوتے ہوئے وحدت کی لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔ اس پہلو سے خلیفۂ وقت کے خطبات و خطابات کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 31؍ مئی 1991ء میں فرمایا:

”... آپ اپنی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفۂ وقت کے یہ خطبات جو اس دَور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہِ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور اُمّتِ واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے خواہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے احمدی ہوں، ماریشس کے ہوں یا چین جاپان کے ہوں، روس کے ہوں یا امریکہ کے سب اگر خلیفۂ وقت کی نصیحتوں کو براہِ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہو گی۔ وہ سارے ایک قوم بن جائیں گے خواہ ظاہری طور پر ان کی قوموں کا فرق ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے رنگ چہروں کے لحاظ سے، جلدوں کے لحاظ سے الگ الگ ہوں گے مگر دل کا ایک ہی رنگ

ہو گا۔ ان کے حُلیے اپنے ناک نقشے کے لحاظ سے تو الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہو گا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں تربیت پا رہے ہوں گے اور قرآن کے نور سے حصہ لے رہے ہوں گے“...

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31؍ مئی 1991ء خطباتِ طاہر جلد 10 صفحہ 471)

اسی طرح آپ رحمہ اللہ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

”ڈش انٹینا کے ذریعہ کُل عالم میں جو خطبات نشر ہو رہے ہیں اور مشرق و مغرب کے احمدی بیک وقت جمعہ کے خطبہ سے استفادہ کر رہے ہیں یہ دراصل اسی مضمون کا حصہ ہے جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بار بار اس طرح بیان فرمایا کہ ساری دنیا کو ملّتِ واحدہ یا امّتِ واحدہ بنانے کا جو کام خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے اس کا وقت قریب آ رہا ہے اور مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے پچیس تیس سال حد مقرر فرمائی تھی۔ اس مدّت میں ابھی کچھ عرصہ باقی ہے اور ہم بڑے نمایاں طور پر ان آثار کو روشن ہوتا دیکھ رہے ہیں اور ڈش انٹینا کے ذریعہ جو عالمی ملّت واحدہ کی تعمیر کا پروگرام چل رہا ہے یہ توحید ہی کا حصہ ہے۔ اس کا توحید سے گہرا تعلق ہے۔ پس جب بھی کوئی ایسی اچھی خبریں ملتی ہیں کہ دنیا کے مختلف کونوں میں احمدی ان خطبات کو دیکھ کر اور سن کر ایک وحدت کی لڑی میں پروئے ہوئے محسوس کرتے ہیں اور اس عالمی مواصلاتی نظام کے ذریعہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ایک کرنے کا بڑا ہی عمدہ موقع اپنے فضل سے میسر فرمایا ہے تو اس سے دل حمد سے بھر جاتا ہے... یہ ایک عالمی درخت ہے۔ ایک بین الاقوامی شجر کے طور پر یہ سلسلہ پھیلتا چلا جا رہا ہے اور اللہ کے فضل سے بہت ہی نیک پھل لگ رہے ہیں۔ اس کثرت سے مجھے دُور دُور سے خط آتے ہیں کہ ان خطبات کے نتیجہ میں ہمارے اندر اسلام زندہ ہو گیا ہے۔ جذبے بیدار ہو رہے ہیں۔ نمازیں پھر شروع کر دی ہیں۔..انواع و اقسام کے مختلف رنگوں اور خوشبوؤں کے اتنے پھل لگ رہے ہیں کہ دل حمد سے بھر جاتا ہے۔

پس یاد رکھیں کہ آپ کی وحدت خلافت سے وابستہ ہے اور اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خلافت احمدیہ کے سپرد ہے اَور کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر اس مسجد میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلام اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خدا تعالیٰ نے اس دَور میں خلافتِ احمدیہ کے سپرد کیا ہے۔ جو اِس سے تعلق کاٹے گا وہ اُمّتِ واحدہ سے اپنا تعلق توڑے گا۔ اس کی کوئی کوشش خواہ نیکی کے نام پر ہی کیوں نہ ہو کبھی کامیاب نہیں ہو گی۔ پس خدا کے واضح اعجازی نشانوں کے ذریعہ جو بات ثابت ہو چکی ہے اس کو دیکھ کر آپ اپنی آنکھیں بند کر کے کہاں جائیں گے۔ اس سے مضبوطی سے چمٹ جائیں اور اس میں کوئی خطرہ نہیں۔ اس وفا کے اندر آپ کی خدا سے وفا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے وفا ہے،

حضرت مسیح موعودؑ سے وفا ہے کیونکہ خلیفہ اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ آپ سے بہت بڑھ کر اپنے گناہوں کو جانتا ہے، اپنی عاجزی کو جانتا ہے، مگر جانتا ہے کہ جس منصب پر وہ فائز کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس منصب میں غیرت رکھتا ہے۔ اس مضمون کو سمجھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر کا مزید عرفان حاصل ہوتا ہے۔

اے آنکہ سُوئے مَن بدَوِیدی بصد تبر
ازباغباں بترس کہ مَن شاخِ مُثمرم

کہ اے بیوقوف تُو جو میری طرف تبر لے کر حملہ آور ہو رہا ہے، جان لے کہ یہ شاخ جو میری شاخ ہے یہ مُثمر، ثمردار ہے اور باغبان اس کو برداشت نہیں کرے گا۔

پس خلافت احمدیہ... وہ مُثمر شاخ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے توحید کے پھل لگانے کے لئے سبز و شاداب کر کے دنیا میں دوبارہ قائم کرنا ہے۔ اس پر اگر آپ بُری نیت سے حملہ کریں گے، اس پر اگر آپ بدظنی سے کام لیں گے تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے۔ کیونکہ خدا ہے جو اس کی پُشت پناہی پر کھڑا ہے اور وہ کبھی برداشت نہیں کرے گا کہ خلافت کو دوبارہ دنیا سے مٹنے دے یہاں تک کہ وہ اپنے ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل کر لے کہ دنیا میں ایک ہی دین ہو اور وہ دینِ اسلام ہو اور توحید ساری دنیا پر چھا جائے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری اور دائمی نبی کے طور پر دنیا کو قبول ہو جائیں۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو، آمین"۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 29؍مئی 2020ء بمقام اسلام آباد، انگلستان میں ایم ٹی اے کی ترقیات کے ایک نئے مرحلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مختلف ریجنز کے اعتبار سے ایم ٹی اے کو آٹھ چینلز میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ 27 مئی یوم خلافت والے دن سے ایک نئی ترتیب سے یہ چینل شروع کئے گئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بتایا:

ایم ٹی اے 1

ایم ٹی اے وَن جو ہے یہ چینل عموماً یوکے اور یورپ کے بعض علاقوں کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ اس چینل کی مین لینگویج (main language)، جو زبانیں ہیں وہ انگریزی اور اردو ہوں گی۔ اسی چینل پر انگریزی اور اردو زبانوں کے پروگرام نشر کیے جائیں گے نیز بعض دوسری زبانوں کے پروگرام بھی انگریزی اور اردو تراجم کے ساتھ نشر کیے جائیں گے۔ میرے لائیو نئے ریکارڈڈ پروگرام بھی اسی چینل کے پروگرام MTA1 ورلڈ کے طور پر باقی تمام چینل پر بھی نشر ہوں گے۔

ایم ٹی اے 2 یورپ

یہ چینل یورپ اور مڈل ایسٹ کے ممالک کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ اس پر اردو، انگریزی، ٹرکش، فرنچ، سپینش، جرمن، ڈچ، رشین اور Persian (فارسی) زبانوں کے پروگرام نشر کیے جائیں گے۔

ایم ٹی اے 3 العربیۃ

یہ چینل اسی طرح چلتا رہے گا جس طرح اس وقت چل رہا ہے۔ اس چینل کی زبان عربی ہو گی۔

ایم ٹی اے 4 افریقہ

یہ چینل مشرقی افریقہ اور مغربی افریقہ کے ممالک کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ اس چینل کی main languages انگریزی، فرنچ اور سواحیلی ہوں گی اور انہی زبانوں کے پروگرام اس پر نشر کیے جائیں گے۔

ایم ٹی اے 5 افریقہ

یہ چینل مغربی افریقہ کے ممالک کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ اس چینل کی جو main زبان ہے وہ انگریزی ہو گی۔ اس کے علاوہ کریول، ہاؤسا، چوئی اور یوروبا زبانوں کے پروگرام بھی نشر کیے جائیں گے۔

ایم ٹی اے 6 ایشیا

یہ چینل Asia Sat پر ہو گا اور ایشیا، فار ایسٹ، انڈونیشیا، جاپان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور رشیا وغیرہ ممالک کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ اس چینل کی جو main زبانیں ہیں وہ اردو، انگریزی اور انڈونیشین ہوں گی۔ اس پر اردو، انگریزی، بنگالی، پشتو، سندھی، سرائیکی، فارسی، انڈونیشین اور رشین زبانوں کے پروگرام نشر کیے جائیں گے۔

ایم ٹی اے 7 ایشیا

یہ HD چینل ہے، چھوٹی ڈش پر دیکھا جائے گا۔ یہ انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور نیپال وغیرہ ممالک کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ اس چینل کی جو زبانیں ہیں وہ اردو، بنگالی اور ہندی ہوں گی۔ ان کے علاوہ اس پر تامل اور ملیالم زبانوں کے پروگرام بھی نشر کیے جائیں گے۔

ایم ٹی اے 8 امریکہ

یہ چینل امریکہ، نارتھ امریکہ اور کینیڈا وغیرہ کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ چینل کی زبانیں انگریزی اور اردو ہوں گی۔ اس کے علاوہ فرنچ اور سپینش زبانوں کے پروگرام بھی اس پر نشر کیے جائیں گے۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ نے بتایا کہ ایم ٹی اے کے جو لائیو پروگرام ہیں۔ ان میں ایم ٹی اے کے درج ذیل لائیو پروگرام مختلف چینلز پر نشر ہوں گے:

راہ ھدیٰ، الحوار المباشر اور بنگلہ پروگرام ایم ٹی اے کے تمام چینلز پر۔ ان پروگراموں کا ترجمہ ان چینلز کی مین لینگوئجز کے ساتھ نشر کیا جائے گا اور پھر ایم ٹی اے جرنل (Journal)، اسلام سوئسٹین (Sesiyetin) یہ جرمنی کی زبانیں ہیں یا الفاظ ہیں۔ یہ ایم ٹی اے 2 یورپ پر نشر کیے جائیں گے۔ Horizons d'Islam یہ ایم ٹی اے 1، ایم ٹی اے 2 یورپ، ایم ٹی اے 4 افریقہ اور ایم ٹی اے 5 افریقہ پر اس چینل کی مین لینگوئج کے ساتھ فرنچ میں نشر کیا جائے گا۔ اس کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ آتا رہے گا اور اسی طرح انتخابِ سخن وغیرہ کے جو پروگرام ہیں وہ بھی ایم ٹی اے 1 پر اور ایم ٹی اے 2 پر یورپ پر ایم ٹی اے 6 ایشیا پر اور ایم ٹی اے 7 ایشیا پر نشر ہو گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان چینلز کی مختلف تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے آخر پر فرمایا:

"بہرحال یہ جو نظام بنایا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور ایم ٹی اے کو پہلے سے بڑھ کر اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین"۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 جون 2020ء صفحہ 05 تا 10)

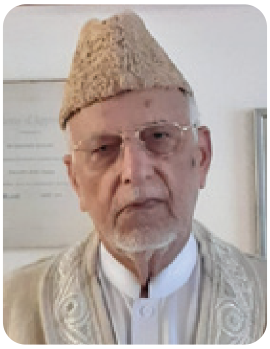

جلسہ سالانہ سے وابستہ یادیں

مکرم محمد شریف خالد صاحب

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد اور فوائد پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب اور مجالس میں بہت کچھ فرمایا ہے، مثلاً فرماتے ہیں:

”اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کریں کہ اُن کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں۔ اور اُن کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف اور زہد و تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔ اور انکساری اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔ (شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

نیز فرماتے ہیں:

”اس جلسہ کی یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 341-340)

ان پیشگوئیوں کی صداقت بار بار ظاہر ہو چکی ہے اور ان شاء اللہ صداقت کا یہ سورج پہلے سے بڑھ کر آب و تاب کے ساتھ دنیا کو روشنی مہیا کرتا رہے گا۔

جہاں تک جلسہ سالانہ کے ان مقاصد اور فوائد کا تعلق ہے تو ان کا مشاہدہ جلسہ میں شامل ہونے والا ہر فرد جماعت کرتا ہے۔ خاکسار بھی اپنے مشاہدات و محسوسات میں سے چند ایمان افروز یادیں ہدیۂ قارئین کرتا ہے۔

آج سے 81 سال پہلے

خاکسار دسمبر 1939ء کے جلسہ سالانہ پر پہلی بار اپنے والد صاحب کے ساتھ قادیان گیا۔ اُس وقت میری عمر سات سال تھی۔ یہ میرے لئے ایک تاریخی سفر بن گیا کیونکہ جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے پورے 50 سال ہو گئے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خلافت کو پورے 25 سال۔ اس لئے اس سال کو جماعت نے خلافت جوبلی کے نام سے منانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس تاریخی سفر نے میری زندگی پر تعلیمی اور تربیتی نقطہ نظر سے ایسے اثرات مرتب کئے جو میرے لئے سرمایہ حیات بن گئے اور میری یادوں کا گلدستہ بھی۔ جلسہ کے اس سفر سے پہلے میں اپنے گاؤں سے کبھی باہر نہ گیا تھا۔ اس لئے اس سفر کے تجربات ناقابلِ فراموش تھے۔ ذہن کی تختی بالکل صاف تھی۔ اس لئے جو بھی نئی چیز دیکھی یا نئی بات سنی وہ نقش ہوتی چلی گئی۔

ہم اپنے گاؤں سے جو لالہ موسیٰ ضلع گجرات سے 15 کلومیٹر پر واقع ہے۔ اونٹ پر سوار ہو کر لالہ موسیٰ پہنچے تو رات والد صاحب کے کسی احمدی دوست کے ہاں قیام کیا۔ اور پھر علی الصبح اگلے سفر کا آغاز بذریعہ ریل گاڑی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جوبلی جلسہ سالانہ 1939ء کے موقع پر لوائے احمدیت لہرا رہے ہیں

کیا۔ مَیں نے اس سے پہلے ریل گاڑی کا نام سنا تھا نہ ہی ٹانگے یا بس وغیرہ کا سفر کیا تھا۔ بجلی کی روشنی، پختہ سڑکیں یہ سب کچھ میرے لئے نئے تھے اور باعثِ حیرت بھی۔ ریلوے اسٹیشن پر لوگوں کا ہجوم اور ہر ایک کی بھاگ دوڑ اور ساز وسامان! میری اس حالت کو میرے والد صاحب نے محسوس کر لیا تھا، اس لئے وہ میرا ہاتھ پکڑ کر رکھتے۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ سپیشل ریل گاڑی تھی جس میں صرف جلسہ سالانہ پر جانے والے احمدی سفر کر رہے تھے۔

وزیر آباد کا ریلوے اسٹیشن آیا تو ناشتہ کا وقت تھا۔ والد صاحب نے اسٹیشن سے ابلا ہوا انڈا جس کے ساتھ کالی مرچ اور نمک کی پڑیا بھی تھی کھانے کے لئے لے کر دیا۔ ایسا ذائقہ دار انڈا جس کی لذت آج بھی کام و دہن میں تازہ ہے۔ ایک انڈا کھانے کے بعد میں نے ایک اور انڈہ کھانے کی خواہش کی جسے والد صاحب نے پورا کر دیا۔ قادیان پہنچنے سے پہلے دور ہی سے رات کے وقت روشنی سے منور منارۃ المسیح نظر آیا تو گاڑی نعرہائے تکبیر سے گونج اُٹھی وہ بجلی کی روشنی بھی میرے اس سفر کی حسین یاد گار ہے۔

قادیان میں ہم والد صاحب کے ایک دوست کے ہاں ٹھہرے۔ اُن کا نام تو مجھے یاد نہیں لیکن ہمارے کھانے کا انتظام ضلع گجرات کی جماعت کے ساتھ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ایک بڑے کمرے میں تھا۔ ہر روز ایک نوجوان طالب علم قطار میں بیٹھے ہوئے مہمانوں کے لئے بار بار کھانا لے کر حاضر ہوتا۔ اور ہر ایک سے پوچھتا کہ کھانے کی اور ضرورت ہے۔ اُس نوجوان کا مسکراتا چہرہ، اُس کا ہر ایک کے ساتھ تحمل سے پیش آنا، دھیمے انداز میں ہر ایک بات کا جواب دینا اور اُس کی ضرورت پوری کرنا۔ ہر روز کے اس متواتر عمل نے اس نوجوان کو میرے لئے ناقابل فراموش نمونہ بنا دیا۔ اُس نوجوان کے اس خوبصورت انداز سے متاثر ہو کر میرے اندر ایک عجیب جذبہ بیدار ہونے لگا کہ میں کب اس قابل ہوں گا کہ اس نوجوان کی طرح اِسی مسکراہٹ اور تحمل سے یہ خدمت بجا لاؤں۔

میں اس جذبے کو ساتھ لے کر جلسہ سالانہ سے گھر لوٹا۔ بعد میں طالبِ علمی کے زمانہ میں جہاں بھی اور جس رنگ میں بھی خدمت کی توفیق ملی اُس نوجوان کا مسکراتا ہوا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے ایک زندہ وجود کی طرح قائم رہا۔ جس کے ایک ہاتھ میں بالٹی ہے اور دوسرے ہاتھ میں چمچ اور وہ اپنے خوبصورت انداز میں ہر ایک سے پوچھتا ہے کہ کیا اور کسی چیز کی ضرورت ہے۔ اُس کے بعد تقسیم ہند ہوگئی اور پھر اس نوجوان طالب علم سے کبھی ملاقات نہ ہوئی۔ مگر اُس کا خوبصورت چہرہ اور خوبصورت انداز میرے اندر کے ذوق کی پرورش کرتا رہا۔

حسنِ اتفاق سے پورے 50سال بعد 1989ء کے صد سالہ جوبلی جلسہ سالانہ لندن پر وہ شخص مجھے نظر آ گیا اور میں نے اُسے پہچان لیا کیونکہ اُس کے چہرے پر ناک کے قریب ایک بڑا گول سا داغ تھا جو میرے ذہن میں محفوظ تھا۔ میں نے سلام کے بعد اُن سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ آپ 1939ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ بالکل میں ہائی سکول کا طالب علم تھا۔ میں نے پوچھا کہ جلسہ سالانہ پر آپ کی کیا ڈیوٹی تھی۔ اُس نے بلا تأمل کہا ہائی سکول کے ایک بڑے کمرہ میں ضلع گجرات کی جماعت کو کھانا کھلانے کی خدمت پر مامور تھا اب میں اُس کو بالکل پہچان چکا تھا کہ یہ وہی طالب علم ہے جس نے اپنے حسنِ عمل سے میرے دل میں ایک شمع روشن کی تھی اور نہ جانے کتنے اور بچوں کے لئے بھی نمونہ بنے ہوں گے۔

میں نے اُنہیں بتایا کہ اُس جلسہ سالانہ پر میں سات سال کا تھا اور ضلع گجرات کی جماعت میں آپ کے زیرِ انتظام کھانا کھانے والوں میں تھا۔ آپ کے حسنِ عمل سے اُس وقت میرے اندر ایک آرزو نے جنم لیا تھا اور ایک تمنا بیدار ہوئی تھی کہ میں کب اس قابل ہوں گا کہ آپ کی طرح میں بھی یہ خدمت بجا لاؤں اور اس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں 50 سال سے آپ کو کبھی نہیں بھولا۔ اس عرصہ میں جب بھی اور جہاں بھی کوئی خدمت کا موقع ملا آپ کا وجود اور حسنِ عمل مجھے روشنی اور قوتِ عمل دیتا رہا۔

پھر میں نے اُنہیں تحدیث نعمت کے طور پر بتایا اس جذبہ کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے مجھ پر بے انتہا فضل فرمائے اور اُس کا مختصر ذکر کیا کہ جلسہ سالانہ انگلستان پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت پر ہر سال جرمنی سے ایک پوری ٹیم کے ساتھ بطور معاون افسر جلسہ سالانہ اور جرمنی میں بطور افسر جلسہ سالانہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے اور یہ سب اُس لَو کا نتیجہ ہے جو آپ کے

حسنِ عمل سے میرے دل میں پیدا ہوئی تھی۔ وہ بہت خوش ہوئے اور مجھے گلے لگالیا۔ اس خوشی میں ہم ایک دوسرے کا نام تک پوچھنا بھول گئے۔

اسی طرح جوبلی جلسہ سالانہ 1939ء کی ایک یاد نے میری یادوں کو نئی زندگی عطا کی۔ ایک روز جلسہ سالانہ کی کارروائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ محترم والد صاحب نے اسٹیج کی طرف اشارہ کر کے مجھے بتایا کہ وہ شخص جو سٹیج پر بیٹھے ہیں یہ بہت بڑے شخص ہیں اور ہوائی جہازوں پر سفر کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ اُس شخص نے سُرخ رنگ کی (ترکی) ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ اہم باتیں یا جماعت کے اہم بزرگوں کا وہ مجھے ضرور تعارف کراتے رہتے تھے۔ یہ اُن کی تربیت کا نقطہ آغاز ہوتا تھا۔ بہرحال میں نے یہ بات سنی اور یہ بات میرے تحت الشعور میں بیٹھ گئی۔ اس کے تقریباً دس سال بعد جب میں جامعہ احمدیہ کا طالب علم تھا اور جامعہ احمدیہ ہجرت کے بعد احمد نگر نزد ربوہ میں تھا حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اُس وقت وزیر خارجہ پاکستان تھے۔ آپ احمد نگر جامعہ احمدیہ میں تشریف لائے تو سب اساتذہ اور طالب علموں سے مصافحہ بھی کیا۔ اُنہوں نے سُرخ ٹوپی پہن رکھی تھی مجھے وہ ٹوپی دیکھ کر قادیان کا جوبلی جلسہ سالانہ یاد آ گیا اور میں پہچان گیا کہ یہ وہی شخص ہیں جن کا تعارف محترم والد صاحب نے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے کروایا تھا۔ چنانچہ غائبانہ تعلق محبت کا رنگ اختیار کرتا چلا گیا۔ اُن کے خاندان میں سے جامعہ احمدیہ کے ایک طالب علم میرے دوست بھی تھے۔ اُن سے بھی چوہدری صاحب کی شخصیت اور مصروفیات کا علم بہتر رنگ میں ہونے لگا۔ اسی عرصہ میں میرے والد صاحب کی 1953ء میں وفات ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مگر اُن کی تربیت کا لگایا ہوا بیج تحت الشعور میں راسخ ہو چکا تھا۔ اس دوران 1953ء میں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف فسادات ہوئے تو حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے استعفےٰ کا مطالبہ سرفہرست تھا۔ اس عرصہ میں چوہدری صاحبؓ کی شخصیت دنیا کی نظر میں بھی اور خود میں بھی پہچان چکا تھا کہ وہ کتنے بڑے شخص ہیں۔

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا جب قادیان جلسہ سالانہ پر والد صاحب نے تعارف کروایا تھا اُس وقت اُن کا شمار ہندوستان کے بڑے لوگوں میں ہوتا تھا۔ میرے جرمنی قیام کے دوران وہ یونائیٹڈ نیشن کی جنرل اسمبلی کے صدر رہ چکے تھے۔ پھر وہ ہالینڈ میں انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے جج، بعد میں نائب صدر اور پھر اسی کورٹ کے صدر بنے۔ اس سارے عرصہ میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے ساتھ ذاتی محبت کے تعلقات تھے۔ بہت سے سفر آپ نے میری پرانی کار میں کئے۔ بہت دفعہ کھانا اُن کے ساتھ کھایا۔ میرے گھر تشریف لاتے۔ مجھے فرمایا کہ میں تیرے بچوں کے لئے روزانہ دعا کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ میری کسی قابلیت کا نتیجہ نہیں بلکہ قادیان جیسی بابرکت بستی میں کی ہوئی دعاؤں کا پھل ہے

قادیاں ہم عمر قیدی ہیں ترے
دھوپ میں اپنی کٹے یا چھاؤں میں

1947ء میں ہجرت کے بعد پہلے جلسہ سالانہ میں بھی خاکسار کو شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ لاہور میں رتن باغ کے پاس جودھامل بلڈنگ اور سیمنٹ بلڈنگ کے درمیان میدان میں ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا قیام رتن باغ میں تھا۔ اردگرد کی عمارتوں میں احمدی مہاجرین کا قیام تھا۔ افراتفری کا عالم تھا اس لئے اس جلسہ سالانہ میں بہت کم احباب شامل ہوئے۔ یہ جلسہ ہجرت کے دوران ہوا۔ اس جلسہ پر بھی بہت سے طلبا لاہور پہنچ چکے تھے۔ میری ڈیوٹی لیفٹیننٹ کرنل محمد حیات قیصرانی صاحب کی قیادت میں ایک فوجی کمپنی کو کھانا کھلانے کی تھی۔ یہ فوجی جوان بھی رخصت حاصل کر کے جلسہ دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ قادیان کے جلسہ پر مجھے ایک طالب علم کے اعلیٰ کردار نے بے پناہ متاثر کیا تھا اور اس جلسہ پر مجھے ایک اعلیٰ افسر کے کردار اور اُن کی عاجزی نے۔ کرنل حیات اپنے کارکنان کے ساتھ مل کر اپنے سپاہیوں کی اس طرح خدمت کرتے جس طرح ایک سپاہی اپنے بالا افسر کی اور پھر اُن میں خدمت کے ساتھ ساتھ عاجزی اور بھائی چارے کا اعلیٰ رنگ میرے تحت الشعور کی تختی میں ایک اور ماٹو کا اضافہ کر گیا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے ماتحت تمہاری عزت واحترام کریں تو تم پہلے اُن کی عزت واحترام کر کے ایک اعلیٰ نمونہ پیش کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ پیغام تھا جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے اور اُسی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا تک پہنچایا ؎

"اُسے یہ دُھن تھی کہ اندر سے آدمی بدلے"

ربوہ کا سب سے پہلا جلسہ 15 تا 17 اپریل 1948ء کو منعقد ہوا۔ ربوہ میں ابھی تعمیر کا کام شروع ہوا تھا۔ کوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جلسہ سالانہ ربوہ سے خطاب فرما رہے ہیں

پختہ عمارت نہ تھی مہمانوں کے لئے جھونپڑیوں کی طرز پر بیرکس بنا کر رہائش کا انتظام کیا گیا۔ خاکسار کی ڈیوٹی ضلع گجرات کے مہمانوں کو کھانا کھلانے کی تھی۔ اب مجھے دوسروں کے اعلیٰ نمونے کو دیکھنے کی بجائے خود اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کا موقع تھا اور مجھے اس میں سُرخرو ہونا تھا۔

تعلیم کے بعد میں نے سرکاری ملازمت شروع کرلی۔ اور ہر سال ملازمت سے رخصت حاصل کر کے جلسہ سالانہ پر آنا میرا معمول تھا۔ ایک سال میرے ایک اعلیٰ افسر نے جلسہ سالانہ پر رخصت دینے سے انکار کر دیا۔ میں نے حاضر ہو کر وجہ پوچھی تو اُس نے کہا کہ تم نے اپنی رخصت کی درخواست میں ایک مذہبی وجہ لکھی ہے یہ درخواست واپس لو اور صرف چھٹی کی درخواست لکھو تو پھر منظور کی جائے گی۔ میں نے اُنہیں کہا کہ چھٹی کی درخواست میں ہمیشہ کوئی وجہ لکھنی ہوتی ہے اور اُس میں کسی قسم کا جھوٹ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ وہ درخواست سچائی پر مبنی ہونی چاہیئے اور میں نے سچائی پر مبنی درخواست دی ہے اس لئے اسے منظور فرمائیں لیکن اُس نے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے پھر عرض کی کہ میں نے چھٹی پر ضرور جانا ہے میں وہاں اپنا نام بھی رضا کاران ڈیوٹی میں بھیج چکا ہوں۔ اُس نے پھر کہا کہ اگر تم گئے تو میں اس پر باز پرس کروں گا۔ یہ محض اس کی ضد تھی اس لئے میں رخصت کی اجازت کے بغیر جلسہ سالانہ پر چلا گیا۔

واپس آیا تو اُس نے کسی قسم کی کوئی باز پرس نہ کی پھر اگلے سال بھی بعینہ ایسا ہی ہوا۔ اُس سے اگلے سال جب میں نے درخواست دی تو اُس نے مجھے پھر دفتر بلایا اور کہا کہ اس دفعہ وہ بھی جلسہ سالانہ پر جانا چاہتا ہے۔ میرے لئے اُسکی یہ بات باعث حیرت بھی ہوئی اور باعث خوشی بھی میں نے اُنہیں اپنی طرف سے بھی دل سے دعوت دی۔ تو اس نے کہا کہ وہاں رہائش کے لئے کوئی اچھا انتظام ہونا چاہیئے۔ خاص طور پر ایسی رہائش جس کے ساتھ ہی باتھ وغیرہ کا بھی انتظام ہو۔ اغلباً یہ 1959-1958ء کا سال تھا۔ ربوہ شہر رہا بن تھا اور اس قسم کی رہائش وہاں اُس سال ممکن نہ تھی جس کے لئے میں نے اُن سے معذرت کی اور کہا کہ میں کوشش کروں گا کہ اچھی رہائش کا انتظام ہو جائے۔ لیکن ربوہ کی عمارتوں کا جہاں تک مجھے علم ہے اتنی سہولت ابھی تک ممکن نہیں۔ حسنِ اتفاق سے میرے اپنے محکمہ کے سٹاف کے تین اور دوست بھی اس سال جلسہ سالانہ پر جانے کے لئے تیار ہوگئے۔ اور ہم جلسہ سے ایک روز پہلے ہی وہاں چلے گئے میں نے اُن کی رہائش کے لئے اپنے دوست مکرم سمیع اللہ سیال صاحب جو تحریک جدید کے مختلف شعبوں کے وکیل رہے ہیں، سے بات کی تو انہوں نے تحریک جدید میں اپنا دفتر خالی کر کے انتظام کر دیا۔ اور ہم دوسرے دوستوں کو بھی ساتھ کے دفتر میں جگہ دے دی۔ میں نے سب کو پہلے روز بازار سے کھانا کھلایا اور اگلے روز صبح جلسہ گاہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ راستے میں جلسہ گاہ کی طرف جانے کے لئے ایک ہجوم ہوتا ہے۔ سب لوگ ایک دوسرے کو السلام علیکم کہتے اپنے واقف احباب سے بغل گیر ہوتے ایک دوسرے کو دعا کے لئے کہتے، صاف ستھرے لباس میں خوشبو لگائے بچوں کے ہاتھ تھامے دل میں دعائیں کرتے جارہے تھے۔ اُن میں میرے بعض واقف احباب مجھے بھی اسی طرح گلے لگا کر ملتے۔

راستے میں جلسہ گاہ کی طرف جانے والے بعض ایسے ممتاز احباب بھی تھے جن کا میں اپنے دوستوں کو اُن کی طرف اشارہ کر کے بتاتا رہا کہ یہ کون ہیں مثلاً صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (ایم ایم احمد)، مکرم بریگیڈیر عبدالعلی خان صاحب، حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب (سابق وزیر خارجہ پاکستان) کے بھائی وغیرہ۔ جب جلسہ گاہ کے قریب پہنچے تو میرے اس مہمان افسر کو اچانک اپنا ایک پرانا بے تکلف دوست بھی مل گیا جس سے میرے مہمان کو غیر معمولی خوشی ہوئی۔ جلسہ گاہ سے واپسی پر میرا مہمان افسر اب میرا افسر نہیں ایک عام آدمی بن چکا تھا۔ مجھے کہنے لگا ہم بھی کیوں نہ لنگر خانہ سے ہی کھانا کھائیں۔ اُس نے تین دن جلسہ دیکھا اور سنا۔ واپس آ کر اُنہوں نے میرے ساتھ جو باتیں کیں وہ دراصل حیرت انگیز تھیں۔

اُنہوں نے کہا خالد حقیقت یہ ہے کہ میں نے جلسہ پر جانے کا پروگرام اس لئے بنایا تھا کہ تم پر احسان کرنا چاہتا تھا۔ نیز میرا یہ خیال تھا کہ وہ ایک میلہ سا ہو گا۔ جس میں میرے جتنا بڑا کوئی افسر نہ ہو گا۔ میرے جیسا کسی نے سوٹ نہ پہنا ہو گا اور یہ کہ سب لوگ میری طرف حیرت سے دیکھیں گے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جلسہ پر آنے کی دعوت دے کر تم نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں نے جو کچھ وہاں دیکھا اور سنا وہ میری زندگی کا ایک انمول سرمایہ ہے۔ یہ جلسہ ایک میلہ نہیں بلکہ ایک درسگاہ ہے۔ وہ ایک یونیورسٹی ہے جس میں ساری دنیا سے لوگ کچھ پڑھنے اور سیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ اس جلسہ میں مواخات اور بھائی چارے کی جو فضا اور ماحول میں نے دیکھا اور دل کی گہرائیوں سے محسوس کیا وہ میرے لئے روشنی کا مینار ہے۔ جلسہ کی ہر کارروائی اور اُس کے انتظامات عقل کے اعلیٰ معیار کے آئینہ دار تھے۔

جلسہ سالانہ جرمنی بھی بہت سی حسین یادیں لئے ہوئے ہے۔ 1989ء جماعت احمدیہ میں ایک تاریخی سال تھا۔ جماعت کو قائم ہوئے پورے ایک سو سال گزر چکے تھے۔ قادیان سے اُٹھنے والی ایک آواز ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ اس عرصہ میں احمدیت دنیا کے سینکڑوں ملکوں میں قائم ہوچکی تھی۔ جماعت جرمنی نے بھی اس سال ”صد سالہ جوبلی“ کے عنوان سے ہی جلسہ سالانہ غیر معمولی اہتمام کے ساتھ ناصر باغ میں منعقد کیا تھا جس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی تشریف لائے تھے۔ جلسہ کے پہلے روز اور پہلے پہر ہی منتظم پارکنگ میرے پاس گھبرائے ہوئے آئے (خاکسار افسر جلسہ سالانہ تھا) کہ ہمارے پاس جتنی پارکنگ تھی وہ ختم ہوگئی ہے اور ابھی سینکڑوں کاریں پارکنگ کی منتظر ہیں۔ ہمارے پاس مزید پارکنگ کا متبادل کوئی انتظام موجود نہ تھا۔ میں نے منتظم صاحب پارکنگ کو کہا کہ ناصر باغ کے تمام راستوں پر جہاں بھی گاڑیاں ایک دوسرے کے پیچھے کھڑی ہوسکتی ہیں وہاں پارکنگ کروادیں۔ اُنہوں نے

جلسہ سالانہ جرمنی 1989ء کے موقع پر حضور رحمہ اللہ کی ہدایت پر محترم شریف خالد صاحب اعلان فرمارہے ہیں

اطاعت کی روح کے پیشِ نظر کوئی سوال نہ کیا اور تمام کاریں خالی جگہوں پر ایک دوسرے کے پیچھے پارک کروا دیں اور جلسہ بخیر وخوبی شروع ہو گیا۔ مگر اس دوران کسی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کے درمیان اس مشکل کا ذکر کر دیا اور کہا کہ اب کاریں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح جوڑ کر پارک کروادی گئیں ہیں یہ نکلیں گی کیسے۔

حضورِ اقدس جلسہ گاہ میں سٹیج پر تشریف لائے تو تقریر شروع کرنے سے پہلے پوچھا افسر جلسہ سالانہ کہاں ہیں وہ اسٹیج پر آئیں۔ خاکسار اس دوران پارکنگ کے انتظام کے لئے ایک ہمسائے کے گھر گیا ہوا تھا۔ اس کے پاس پارکنگ کے لئے کافی جگہ تھی مگر اس نے پانچ ہزار مارک کی پیشکش کے باوجود جگہ دینے سے انکار کر دیا۔ میں پھر دوسرے زمیندار ہمسائے Franz کے پاس گیا۔ اُس کے ساتھ میرے دوستانہ تعلقات تھے۔ اُس کے پاس زمین تو بہت تھی مگر اُس پر مکئی کی فصل لگی ہوئی تھی۔ میں نے اپنی مشکل کا اس سے ذکر کیا اور دعا بھی کی کہ کوئی حل نکل آئے اُس نے بغیر تردّد کے مجھے کہا کہ آپ فکر نہ کریں۔ میں آج رات یہ مکئی کی فصل کاٹ لوں گا کل آپ جتنی پارکنگ کی ضرورت ہو پوری کر لیں۔ میں نے اُس کا دل سے شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ اس کا معاوضہ کیا ہو گا اُس نے کہا 600 جرمن مارک کُجا پانچ ہزار مارک کُجا چھ سو مارک۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

خدا کا شکر ادا کرتا ہوا واپس ناصر باغ میں آیا تو کارکنان نے بتایا کہ حضورؒ نے مجھے سٹیج پر یاد فرمایا ہے، میں سیدھا سٹیج پر گیا تو حضورِ اقدسؒ نے پوچھا کہ یہ پارکنگ کا کیا مسئلہ ہے؟ مَیں نے صورت حال عرض کی تو فرمایا یہ اب پارکنگ سے لوگ کیسے باہر نکلیں گے؟ مَیں نے عرض کیا آپ کی تقریر کے بعد میں یہ اعلان کرنے ہی والا تھا کہ کیسے باہر نکلنا ہے۔ اگر حضورؒ اجازت فرمائیں تو مَیں اس کا ابھی اعلان کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: 'اعلان کریں'۔ اس پر خاکسار نے طریق کار واضح کرتے ہوئے درخواست کی کہ کھانے کے بعد آٹھ بجے تک تمام احباب اپنی اپنی گاڑی میں پہنچ جائیں۔ یہ اعلان سن کر حضورؒ نے گاڑیوں میں پہنچنے کا وقت 8 بجے کی بجائے 9 بجے مقرر فرمایا۔ پھر خدا تعالیٰ نے ہماری عاجزانہ دعاؤں کو سنا۔ حضورؒ نے جب اس پریشانی کا سُنا ہو گا تو یقیناً دعا کی ہو گی۔ اُس کے بعد جب تک ناصر باغ میں جلسہ سالانہ ہوتا رہا وہ ہمسایہ جلسہ سے ایک روز پہلے اپنی مکئی کی فصل کاٹ لیتا اور ہمیں جتنی بھی پارکنگ کی ضرورت ہوتی مہیا کر دیتا، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

آخر پر اس بات کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرا ایمان ہے کہ جلسہ سالانہ کی مشکلات کارکن نہیں خدا تعالیٰ کے فرشتے حل کرتے ہیں اور خلفاء سلسلہ کی دعاؤں اور مشوروں سے ہم فیض پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر احمدی جلسہ سالانہ کی برکات سے فیض پاتا رہے۔ آمین

جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے موقع پر
نذرانۂ عقیدت

تکبیر کے نعروں سے ہیں معمور فضائیں
گونج اُٹھی ہیں محبوب کے آنے کی صدائیں
سینے سے لگائیں اُنہیں آنکھوں پہ بٹھائیں
دیدار کی جو پیاس تھی برسوں سے بجھائیں
اے قادیاں آئے ہیں خلیفہ ترے در پر
ہم قسمتِ خُفتہ کو صدا دے کے جگائیں
اے قادیاں کیسی ہیں تری عشق کی راہیں
اُس راہ پہ قربان وہ جس راہ سے آئیں
گو دیر سے وہ آئے ہیں خود اپنے ہی گھر میں
ان گلیوں کی خواہش ہے کہ واپس تو نہ جائیں
اے ہند بہار آئی ترے باغ میں اِن سے
مغرب سے تری سمت جو آئی ہیں ہوائیں
اس چاند سے روشن ہوا اِس دیس کا آکاش
اس پھول سے اس دھرتی کی مہکی ہیں فضائیں
مستی میں کبھی رقص کرے بادِ بہاراں
ہوں چاک کبھی شوق سے غنچوں کی قبائیں
رفتار میں یا وجد میں ہے گردشِ دوراں
گردوں سے گزرتی ہیں محبت کی نوائیں
ہم بن کے صبا طواف کریں جانِ چمن کا
قدموں پہ نچھاور کریں پھولوں کی ردائیں
نظروں کے رہے سامنے اب وہ گلِ رعنا
دیوانوں کو وہ حُسن کا جلوہ تو دکھائیں
حسرت مٹے آنکھوں کی، ہو دل عشق میں سرشار
منظر نہ ہٹائیں ابھی پردہ نہ گرائیں
ہے فیض طلب قادیاں مکہ کے حرم کا
اس شہر میں آتی رہیں بطحا کی ہوائیں
بخشش کی رداؤں میں مجھے ڈھانپ لے مولا
بندہ تو گناہ گار ہے کرتا ہے خطائیں
یہ ارض مسیحا ہے دعا مانگ لے خالدؔ
اس خاک میں کٹتی ہیں مریضوں کی بلائیں

(محمد شریف خالدؔ)

مسجد بیت العزیز Riedstadt Goddelau جہاں سے اس سفر کا آغاز ہوا

(رپورٹ: انصر بلال چٹھہ صاحب، مربی سلسلہ)

ایک خصوصی سائیکل سفر

مؤرخہ 25 جولائی کو مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور مجلس صحت جرمنی کے مشترکہ پروگرام کے تحت صوبہ ہیسن کے رائن مائن ریجن میں KILOMETER GEGEN HASS یعنی ’’نفرت کے خلاف سفر‘‘ کے عنوان کے تحت ڈیڑھ صد کلومیٹر طویل سائیکل سفر کیا گیا جس کا مجموعی دورانیہ 9 گھنٹے رہا۔ اس سفر کا آغاز Goddelau Riedstadt میں احمدیہ ’’مسجد بیت العزیز‘‘ سے صبح دس بجے ہوا۔ آغاز سفر سے قبل سالار قافلہ محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے اس سفر کا مقصد بیان کیا جس کے بعد مکرم طارق ظفر صاحب نے دعا کروائی۔ اس کے بعد یہ قافلہ ’’مسجد نورالدین‘‘ Darmstadt، ’’مسجد بیت الباقی‘‘ Dietzenbach، ’’مسجد انوار‘‘ Rodgau-Jügesheim، مسجد ’’بیت الہادی‘‘ Seligenstadt، ’’مسجد بیت الواحد‘‘ Hanau، ’’مسجد بیت الجامع‘‘ Offenbach، ’’مسجد نور‘‘ Frankfurt، ’’مسجد سبحان‘‘ Mörfelden-Walldorf سے ہوتا ہوا شام سات بجے ’’مسجد بیت الشکور‘‘ ناصر باغ پہنچا۔

ہر مسجد میں مقامی جماعتوں کی طرف سے استقبال اور ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اسی طرح مقامی سرکاری نمائندگان بھی ہر جگہ موجود تھے۔ جنہوں نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے اس صحت مند پروگرام کے اہتمام پر خوشی کا اظہار کیا۔ شعبہ تبلیغ کے تحت ’’مسجد بیت الواحد Hanau میں مہمانوں کے ساتھ ایک باہمی گفتگو کا اہتمام بھی کیا گیا۔ اس پروگرام کی کوریج کے لئے قریباً ہر مسجد میں اخباری نمائندے بھی موجود تھے۔

سائیکل سفر مکمل کرنے والے گروپ میں سولہ خدام و انصار شامل تھے جبکہ ہر مسجد سے کچھ احباب اس قافلہ میں شامل ہو کر اگلی مسجد تک جاتے رہے جن کی مجموعی تعداد یکصد سے زائد رہی۔ علاوہ ازیں جرمنی کے دیگر علاقوں میں بھی ایسے ہی سفروں کا اس روز اہتمام کیا گیا تھا چنانچہ Kilometer Gegen Hass کے ماٹو والی ٹی شرٹس پہن کر اپنے اپنے علاقوں میں موجود ایک مسجد سے دوسری مسجد تک سائیکل سفر کیا۔

ہر مسجد میں مکرم امیر صاحب نے حاضرین کو مسجد آباد کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مجلس صحت کے تحت ہر اتوار کو صبح 8 بجے ناصر باغ سے گروپ کی شکل میں سائیکلنگ کی جاتی ہے۔

بابرگ و بار ہوویں

خاکسار کی پیاری واقفۂ نو بیٹی عروب ناصر کی شادی ہمراہ عزیزم صہیب ناصر صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم محمد صادق ناصر صاحب (صدر جماعت ایزرلون) 27 جون 2020ء بروز ہفتہ سرانجام پائی۔ عزیزہ عروب ناصر صاحبہ مکرم و محترم چوہدری محمد شریف صاحب ننگلی (سابق نائب وکیل المال ثانی وتعلیم) کی پوتی اور مکرم میر عبداللہ خان صاحب مرحوم کی نواسی ہے۔ عزیزم صہیب ناصر صاحب مکرم و محترم چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم کے پوتے اور مکرم چوہدری رشید احمد باجوہ صاحب مرحوم کے نواسے ہیں۔

(طاہر احمد مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

خاکسار کی بیٹی عزیزہ طیبہ ملک صاحبہ کی شادی مؤرخہ 20 اپریل 2020ء کو مکرم احمد سلیمان صاحب ابن مکرم اسحاق سلیمان صاحب کے ساتھ ہوئی۔ عزیزم مکرم داؤد اسحاق صاحب کا پوتا جبکہ عزیزہ مکرم ملک اکرام الحق صاحب کی پوتی ہے۔ عزیزہ کا نکاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت 8 جولائی 2019ء کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں پڑھایا تھا۔ (ملک ابرار احمد۔ سیکرٹری ضیافت جرمنی)

خاکسار کے بیٹے عزیزم محمد احسان یعقوب صاحب کی شادی عزیزہ رِمشہ احمد صاحبہ بنت مکرم شفیق احمد صاحب کے ساتھ ہوئی۔ عزیزم احسان مکرم چوہدری محمد داؤد صاحب سابق سیکرٹری امورِ عامہ جرمنی کا پوتا اور مکرم محمد اسلم شاد صاحب مرحوم کا نواسہ ہے۔ عزیزم کی دعوت ولیمہ 26 جولائی 2020ء کی شام Rosbach نزد فریدبرگ کے ایک شادی ہال میں ہوئی۔ (محمد یعقوب)

قارئین سے ان تمام رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ سب بچوں کو پرسکون عائلی زندگی سے نوازے، باعمر، نیک اور خلافت سے ہمیشہ چمٹی رہنے والی اولاد سے نوازے، آمین۔

گاہے گاہے باز خواں آں قصہ پارینہ را

(مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب۔ نائب ناظر بیت المال آمد ربوہ)

ہے ازَل سے یہ تقدیرِ نمرودیت
آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی

جمعرات کا دن تھا اور 26 اپریل انیس سو چوراسی کی تاریخ جب خود ساختہ صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی طرف سے مارشل لاء کا بدنامِ زمانہ آرڈیننس نمبر 20 جاری کیا گیا۔ اس آرڈیننس کا مقصد جماعت احمدیہ میں قائم الٰہی نظام خلافت پر ہاتھ ڈالنا اور پاکستان میں بسنے والے احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنا تھا۔ ایسی صورت میں حضور انور کا پاکستان میں رہتے ہوئے اپنے فرائض منصبی انجام دینا ناممکن ہوگیا۔ چنانچہ آپ خدائی اشارات کے تحت پاکستان سے ہجرت کر کے فرشتوں کے جلو میں لندن پہنچ گئے۔ اس پر فوجی آمر اپنے دانت پیس کر رہ گیا اور اس نے احمدیوں پر مظالم کی انتہا کر دی اور کلمہ طیبہ پڑھنے، اذان دینے حتی کہ شعائرِ اسلام میں سے کسی پر عمل کرنے والے کسی احمدی کی آزادی محفوظ نہ رہی۔ ہزاروں احمدیوں کو جیلوں میں ڈالا گیا، فوجی عدالتوں میں مقدمات چلائے گئے اور سنگین سزائیں دی گئیں۔

جب یہ مظالم بڑھتے ہی چلے گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے قرآنی تعلیم کے مطابق اپنے آپ کو قادرِ مطلق سمجھنے والے جنرل ضیاء الحق اور اس کے لگے بندھوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

اب میں مجبور ہوگیا ہوں کہ مکفّرین اور مکذّبین اور ان کے سربراہوں اور ان کے ائمہ کو قرآن کریم کے الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج دوں یا کہنا چاہیے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق حق و صداقت میں امتیاز کرنے کی خاطر مباہلہ کا چیلنج دوں۔ (خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 410)

حضورؒ نے اس خطبہ جمعہ میں گزشتہ چند سالوں کے دوران جماعت احمدیہ کی مخالفت کی تفصیل بیان فرمائی اور اخبارات میں شائع ہونے والی غلط بیانیوں اور نہایت ظلم کی راہ سے کی جانے والی کذب بیانیوں کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد حضور نے وہ مباہلہ کی تحریر پڑھ کر سنائی اور بڑی تفصیل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو پیش کر کے آخر پر فرمایا:

"اے خدا ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر اپنا غضب نازل فرما اور اس کو ذلّت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا اور اِس طور سے اس کو اپنے عذاب کی چکی میں پیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلائیں ڈال دے کہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں ہے بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ ہے جو یہ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے اس رنگ میں جھوٹے گروہ کو سزا دے کہ اس سزا میں انسانی مکر و فریب کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو اور وہ محض تیرے غضب اور تیری عقوبت کی جلوہ گری ہو تا کہ سچ اور جھوٹ میں خوب تمیز ہو جائے اور حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں جدا جدا کر کے دکھائی جائیں اور ہر وہ شخص جو تقویٰ کا بیج اپنے سینے میں رکھتا ہے اور

ہروہ آنکھ جو اخلاص کے ساتھ حق کی متلاشی ہے، اس پر معاملہ مشتبہ نہ رہے اور ہر اہل بصیرت پر خوب کھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے، آمین یا رب العالمین۔

ہم ہیں فریق اوّل جماعت احمدیہ کے سربراہ تمام دنیا کے ہر مرد و زن کی نمائندگی میں ہر چھوٹے بڑے کی نمائندگی میں۔(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 425، 426)

اس خطبہ کے آخر پر حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"یہ آخری چیلنج ہے اس کے بعد ہماری حجّت کی ساری راہیں بند ہوجاتی ہیں اور پھر خدا تعالیٰ کی تقدیر کے فیصلہ کے انتظار کے دن باقی رہ جاتے ہیں........میں آپ کو بتاتا ہوں وہ دن ایسے دن ہیں کہ جن دنوں میں خدا تعالیٰ اپنے غضب کی تجلی دکھانے کے لیے آمادہ اور تیار ہوتا ہے، وہ دن قریب ہیں اور جلد آنے والے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حمایت میں اور حمیّت میں عجیب کام کرکے دکھائے گا اور دنیا دیکھے گی کہ سچ کس کا سچ ہے اور دین کس کا دین ہے اور کون ہے جو خدا پر افترا کرنے والا اور خدا کا دشمن اور خدا کے دین اور خدا کے رسول کا دشمن اور ان پر افترا کرنے والا ہے۔(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 426 تا 427)

خطبہ کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ میں انذار کرایا:

"میں سچ سچ کہتا ہوں یہی حال اس زمانہ کے جفاکار منکروں کا ہوگا ہر یک شخص اپنی زبان اور قلم اور ہاتھ کی شامت سے پکڑا جائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے"۔

(ازالہ اوہام حصہ اوّل۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 191)

اس دعوت مباہلہ کے بعد ہر احمدی اپنے معاملات اللہ کے سپرد کرکے "ہے ازل سے یہ تقدیر نمرودیت، آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی" کے ظہور کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے سینہ میں اپنے آقائے دوجہاں ﷺ کا پردرد دل لئے ابھی بھی ان ائمۃ الکفر اور خصوصاً جنرل ضیاء الحق کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے، چنانچہ آپ نے اپنے خطبات جمعہ فرمودہ 29 جولائی اور 5 اگست 1988ء میں انہیں آخری مرتبہ اپنی حرکتوں سے باز آجانے کو کہا مگر کسی نے آپ کی بات پر کان نہ دھرے تو حضورؒ کو 12 اگست کے خطبہ جمعہ میں سورہ الحجر کی آیات 12 تا 16 کا مضمون بیان کرتے ہوئے اپنے سینہ پر پتھر رکھ کر کہنا پڑا:

"خدا کی تقدیر لازماً ان کو پکڑے گی اور لازماً ان کو سزا دے گی جو ان شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے"۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 554)

پھر اسی خطبہ میں فرمایا:

"رات کے رؤیا نے میرا دل ہلا کر رکھ دیا ہے کیونکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سزا ایک قسم کا مقدر بن گئی ہے اور لازماً ان میں سے ایک طبقہ، میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ سب نہیں ان میں سے ایک طبقہ عبرت کا نشان بنے گا۔(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 555)

دیکھو اِک شاطر دشمن نے کیسا ظالم کام کیا
پھینکا مکر کا جال اور طائرِ حق زیر الزام کیا

دیکھو پھر تقدیر خدا نے ، کیسا اُسے ناکام کیا
مکر کی ہر بازی اُلٹا دی ، دجل کو طشت از بام کیا

آخر شیر خدا نے بپھر کر ، ہر بن باسی کو للکارا
کوئی مبارز ہو تو نکلے ، سامنے کوئی مباہل آئے

ہمت کس کو تھی کہ اُٹھتا ، کس کا دل گردہ تھا نکلتا
کس کا پِتّا تھا کہ اٹھ کر ، مردِ حق کے مقابل آئے

دیکھا کچھ! مغرب کے افق سے کیسا سچ کا سورج نکلا
بجھ گئے دیپ طلسمِ نظر کے، مٹ گئے جھوٹ کے چاند ستارے

جاؤں ہر دم تیرے وارے ، میرے جانی میرے پیارے
تو نے اپنے کرم سے میرے ، خود ہی کام بنائے سارے

(انتخاب از کلام طاہر)

خدا کی چکی چل گئی

حضور رحمہ اللہ کے اس انذار پر ابھی صرف پانچ دن بھی نہ گزرے تھے کہ 17 اگست 1988ء کی شام ذرائع ابلاغ پر یہ خبر بار بار نشر ہونے لگی:

"آج دوپہر 3 بج کر 51 منٹ پر پاک ون پرواز دریائے ستلج کے قریب بہاولپور سے کچھ میل کے فاصلے پر گر کر تباہ ہوگئی، جس میں اس وقت کے صدر اور آرمی چیف جنرل ضیاء الحق موجود تھے۔ طیارے کے پائلٹس، ونگ کمانڈر مشہود حسن اور فلائٹ لیفٹیننٹ ساجد سمیت طیارے، سی 130 ہرکیولیس پر تیس افراد سوار تھے، ان میں چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف جنرل اختر عبدالرحمٰن، چیف آف جنرل اسٹاف محمد افضال، پاکستان میں تعینات امریکی سفیر آرنلڈ رافیل اور امریکا کے سینئر ملٹری اتاشی جنرل ہربرٹ ایم واسوم شامل تھے"۔

اس طرح سے مباہلہ کا نشان اپنی تمام تر عظمت کے ساتھ ظاہر ہوا اور حضورؒ کے الفاظ "ان میں سے ایک طبقہ عبرت کا نشان بنے گا" کے عین مطابق جنرل ضیاء الحق اپنے چھ جرنیلوں اور پانچ بریگیڈیئروں اور متعدد اعلیٰ فوجی افسروں سمیت کل 30 افراد کے ساتھ دنیا کے محفوظ ترین طیارے (سی ون 30) میں ہونے کے باوجود طیارہ کو فضا میں خوفناک آگ لگ جانے سے خدا کی قہری تجلّی کا نشانہ بن گیا اور جنرل ضیاء اپنے تمام ساتھیوں سمیت جل کر راکھ ہوگیا اور آج 32 سال گزرنے پر بھی طیارے کے تباہ ہونے کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ بات بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی ع

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

فاعتبروا یا اولی الابصار

کاش کہ دیکھنے والی آنکھیں اس آفتاب کی طرح روشن نشان سے عبرت پکڑیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انسپکٹران مال اور چند کارکنان شعبہ مال جرمنی کی ایک یادگار ملاقات (7؍اکتوبر 2017ء۔لندن)

تاریخ احمدیت جرمنی کا ایک ورق

سید افتخار احمد شاہ، ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کا شعبہ مال

کسی بھی تنظیم، جماعت یا ملک کے لئے مالیاتی نظام ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کوئی قوم ہو یا ملک اُس کی ترقی اور طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے اس کی معیشت کو ہی دیکھا جاتا ہے کہ یہ ترقی کا ایک بہت بڑا معیار اور ذریعہ ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”دنیا میں آجکل کونسا سلسلہ ہوا ہے یا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہے یا دینی، بغیر مال چل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر ایک کام، اس لیے کہ عالم اسباب ہے، اسباب سے ہی چلایا ہے“۔

(الحکم مورخہ 10 جولائی 1903ء)

پھر فرمایا:

”چندے کی ابتدا اس سلسلہ سے ہی نہیں ہے بلکہ مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانہ میں بھی چندے جمع کئے گئے“۔ (الحکم مورخہ 17 جولائی 1903ء)

چنانچہ دنیا بھر کے ممالک میں قائم ساری احمدیہ جماعتیں قربانی کے اس میدان میں پیش پیش ہیں جن میں سے جماعت جرمنی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب تبلیغ کے کام کو بیرون از ہندوستان وسعت دینے کے بارہ میں غور فرمایا تو آپ کے ذہن رسا میں سب سے پہلے جن ممالک کے نام اُبھرے ان میں بھی جرمنی شامل تھا۔ چنانچہ جرمنی میں سب سے پہلے مبلغ مکرم مولوی مبارک علی صاحب ستمبر 1922ء میں بھجوائے گئے اور اگلے سال مکرم ملک غلام فرید صاحب بھی ان سے آن ملے اور دعاؤں کے ساتھ اپنے کام کا آغاز کر دیا۔

ابتدائے مشن سے لے کر 1976ء تک جرمن مشن کے تمام اخراجات مرکز سلسلہ ہی برداشت کرتا تھا۔ جرمنی سے ضروریات کے مطابق بجٹ کا تخمینہ مرکز بھجوایا جاتا اور یہ تخمینہ مرکزی مجلس شوریٰ میں پیش ہوتا اور تحریک جدید بیرون از پاکستان مشنز کی مد میں اس کی منظوری لیتی۔

1957ء جرمنی جماعت کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سال ہمبرگ میں جماعت احمدیہ جرمنی کی پہلی مسجد فضل عمر کا افتتاح عمل میں آیا۔ اعلاء کلمہ اسلام کے سفر کا دوسرا سنگ میل فرانکفرٹ کی مسجد نور کا افتتاح ہے جو 1959ء میں ہوا۔ ان دونوں مساجد کی تعمیر پر آنے والی لاگت بالترتیب سوا لاکھ اور ڈیڑھ لاکھ پاکستانی روپے مرکز سے ہی مہیا کئے گئے تھے۔ اپنے زمانہ کے لحاظ سے یہ مالی قربانی عظیم قربانی

کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں: عطاء الغفور مسلم صاحب۔ چوہدری مظفر احمد صاحب، وسیم احمد جنجوعہ صاحب، طارق محمود صاحب، حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، عبد القیوم کھوکھر صاحب مرحوم، مظفر علی صاحب، داؤد انور صاحب، طاہر محمود صاحب، میاں عبد السلام صاحب، محمد سلیم ضیاء صاحب، محمد سعید طارق صاحب، مظفر احمد ظفر صاحب، حاجی محمود احمد صاحب

بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں: حبیب اللہ طارق صاحب، محمد جاوید صاحب، بلال احمد صاحب، راجہ کلیم اللہ صاحب، ناصر محمود ملک صاحب، اشفاق احمد سندھو صاحب، رفیق الرحمٰن انور صاحب، محمد اکرم سندھو صاحب

کہلانے کی مستحق ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی تقدیر نے یہ ثابت کر دیا کہ ان کی پرخلوص قربانیاں کیسے پروان چڑھ رہی ہیں اور پھل پھول رہی ہیں۔

1973ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جرمن مشن کا دورہ فرمایا۔ آپ کا قیام نورمسجد میں تھا۔ اس وقت کے مشنری انچارج مکرم فضل الٰہی صاحب انوری مرحوم اپنی غیرمطبوعہ یادداشتوں صفحہ 15 میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک دن حضورؒ نے بڑے جوش سے فرمایا:

"یہ مسجد زیادہ عرصہ تک خالی نہیں رہے گی" پھر خدائی تقدیر دیکھئے کہ 1974ء میں جب پاکستان میں احمدیوں کو غیرمسلم قرار دے کر ان پر زمین تنگ کی جا رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ تقدیر جاری فرمائی کہ سرزمین جرمنی نے احمدیوں کے لئے اپنے دل اور دروازے کھول دیئے اور صرف ایک سال 1974ء اور 1975ء میں بہت سے احمدی جرمنی آ گئے۔ موصوف انوری صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا تیسرا دورہ جرمنی 1976ء میں ہوا۔ اس وقت پاکستانی دوستوں کی ایک بڑی تعداد (تقریباً 500-600) جرمنی پہنچ چکی تھی۔ نہ صرف یہ کہ

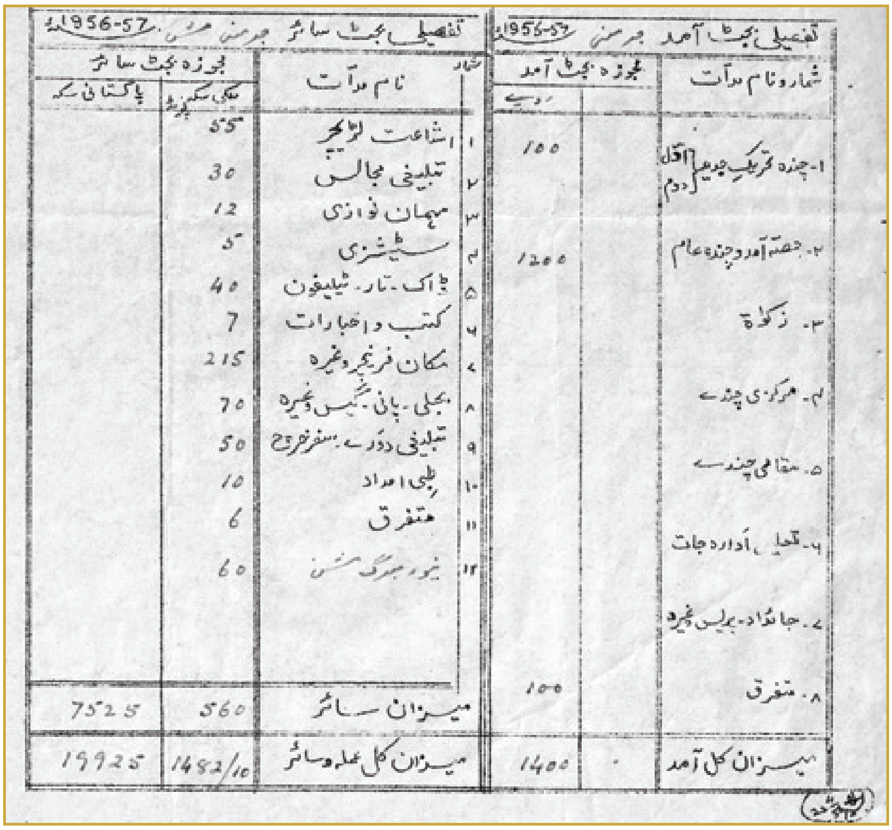

تفصیلی بجٹ آمد جرمنی 1956-57ء

شمار و نام مدآت	مجوزہ بجٹ آمد (روپے)
۱۔ چندہ تحریک جدید (اوّل / دوم)	100
۲۔ حصہ آمد و چندہ عام	1200
۳۔ زکوٰۃ	
۴۔ مرکزی چندے	
۵۔ مقامی چندے	
۶۔ تعلیمی اداروجات	
۷۔ جائداد۔ بولیس وغیرہ	
۸۔ متفرق	100
میزان کل آمد	1400

تفصیلی بجٹ سائر جرمن مشن 1956-57ء

شمار	نام مدآت	مجوزہ بجٹ سائر: ملکی سکہ	مجوزہ بجٹ سائر: پاکستانی سکہ
۱	اشاعت لٹریچر	55	
۲	تبلیغی مجالس	30	
۳	مہمان نوازی	12	
۴	سٹیشنری	5	
۵	ڈاک۔ تار۔ ٹیلیفون	40	
۶	کتب و اخبارات	7	
۷	مکان فرنیچر وغیرہ	215	
۸	بجلی۔ پانی۔ گیس وغیرہ	70	
۹	تبلیغی دورے۔ سفر خرچ	50	
۱۰	طبی امداد	10	
۱۱	متفرق	6	
۱۲	نیورمبرگ مشن	60	
	میزان سائر	560	7525
	میزان کل عملہ و سائر	1482/10	19925

جرمن مشن ہر لحاظ سے خودکفیل ہو چکا تھا بلکہ اس قابل بھی تھا کہ کسی ہنگامی ضرورت کے لئے رقم باہر بھجوا سکے۔"

گویا وہ بیج جو 1923ء میں بویا گیا تھا اب ایک تناور درخت بن چکا تھا اور اس پر پھل بھی لگنے لگے تھے۔

ذیل میں جماعت جرمنی کے سالانہ بجٹ کا ایک ارتقائی جائزہ پیش خدمت ہے جو یقیناً احباب جماعت کے لئے نہ صرف دلچسپی کا باعث ہوگا بلکہ ازدیاد ایمان وایقان کا بھی موجب ہوگا۔

جرمنی میں آغاز مشن (1923ء) سے لے کر 1972ء تک دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ تمام مالی امور بھی مربیان کرام خود ہی دیکھتے اور سنبھالتے تھے اور براہ راست مرکز سے معاملات طے کرتے تھے۔ 1972ء میں پہلی بار سیکرٹری مال جرمنی کا تقرر ہوا اور یہ خدمت مکرم مرزا محمود احمد صاحب مرحوم ابن مکرم مرزا محمد شفیع صاحب مرحوم کے سپرد ہوئی ہے جنہوں نے ستمبر 1978ء تک یہ خدمت سرانجام دی۔ یہ تقرری مبلغ انچارج صاحب کے ذاتی صوابدید پر تھی۔ اس کے علاوہ باقاعدہ کوئی مجلس عاملہ نہیں تھی۔ یاد رہے کہ پہلی مجلس عاملہ کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خصوصی ہدایت پر 1982ء میں ہوا۔ آج تک اس شعبہ میں جن دوستوں کو خدمت کی توفیق ملی ان کے اسماء مع عرصہ خدمت درج ذیل ہیں۔

1972-78ء: مکرم مرزا محمود احمد صاحب مرحوم

1978-83ء: مکرم مسرور احمد باجوہ صاحب

1983-84ء: مکرم شمس الحق صاحب

1984-86ء: مکرم مسرور احمد باجوہ صاحب

1986-2001ء: مکرم سید محمد احمد گردیزی صاحب

2001-2004ء: مکرم رفیق احمد صاحب

2004ء تاحال: مکرم طارق محمود صاحب

مالی سال	آمد	کرنسی	خرچ	کرنسی
1956-57ء	1,400	PKR	1,925	PKR
1966-67ء	4,500	PKR	30,164	PKR
1980-81ء	471,765	DM	392,298	DM
1985-86ء	1,030,628	DM	931,207	DM
1990-91ء	4,115,454	DM	2,771,894	DM
1995-96ء	8,734,168	DM	8,131,674	DM
2000-01ء	14,926,846	DM	20,769,829	DM
2005-06ء	9,215,446	€	7,642,668	€
2010-11ء	12,484,573	€	12,923,972	€
2015-16ء	21,828,449	€	20,743,426	€
2019-20ء	30,298,150	€	30,298,150	€

ایڈیشنل سیکرٹری مال

قواعد تحریک جدید کے مطابق شعبہ مال میں ایک ایڈیشنل سیکرٹری کا بذریعہ انتخاب تقرر بھی ہوتا ہے جس کی ذمہ داری میں بقایا دار احباب جماعت تک رسائی اور ان کی تربیت شامل ہوتی ہے۔اس خدمت پر مندرجہ ذیل احباب مقرر رہے ہیں:

1989-97ء: مکرم ریاض احمد سیفی صاحب مرحوم
1998-99ء: مکرم رفیق احمد صاحب
1998-2004ء: مکرم شیخ کلیم اللہ صاحب
2003-04ء: مکرم سلیم افضل صاحب
2004-05ء: مکرم داؤد انور صاحب
2005-07ء: مکرم عزیز الرحمٰن صاحب حال یوکے
2007-08ء: مکرم داؤد انور صاحب
2008-10ء: مکرم کاشف پرواز صاحب
2010-12ء: مکرم شاہد عمران صاحب
2012ء (ایک ماہ): مکرم عدیل عباسی صاحب
2012-19ء: مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب
2019-تاحال: مکرم احسان الحق صاحب،

آخر الذکر کے ساتھ دو احباب مکرم وسیم احمد جنجوعہ صاحب اور مکرم مقصود احمد طاہر صاحب بھی بطور اسسٹنٹ ایڈیشنل سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

شعبہ مال کا نظام مختلف ادوار میں ترقی پذیر رہا، سیکرٹری مال کے عہدہ پر فائز رہنے والے سبھی خدام سلسلہ نے اپنے اپنے وقت کے حالات، وسائل اور ضروریات کے مطابق اسے بہترین بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش کی۔ اس طرح سے یہ شعبہ ارتقائی مراحل میں سے مسلسل گزرتے ہوئے اب ہر قسم کے قانونی تقاضوں کے مطابق اور جدید وسائل سے آراستہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شعبہ کے جملہ امور کمپیوٹرائزڈ ہو چکے ہیں، چندہ آن لائن کی سہولت بھی متعارف کروادی گئی۔ علاوہ ازیں دیگر جماعتی شعبوں کو اپنے اپنے شعبے کے حسابات آن لائن دیکھنے کی سہولت بھی مہیا کر دی گئی ہے۔اس شعبہ میں انفارمیشن سیل قائم کیا گیا تا کہ احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کی جاسکیں۔ سالانہ بجٹ (آمد) کا نظام بھی ڈیجیٹل کر دیا گیا ہے جس سے مقامی جماعتیں بسہولت اپنے بجٹ بروقت بھجوانے لگی ہیں۔ 2009ء سے شعبہ وار اخراجات کنٹرول سسٹم بھی جاری ہے اور ڈیجیٹل رسید بک کا نظام شروع کیا گیا۔ ان تمام امور کی تیاری اور انہیں باقاعدگی سے چلانے میں مندرجہ ذیل کارکنان کا مستقل تعاون حاصل ہے:

مکرم عاصم بلال عارف صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری مال
مکرم شیخ جاوید اعجاز صاحب
مکرم ریحان شاہد صاحب (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ)
مکرم سعید طارق صاحب
مکرم محمد احمد صاحب
مکرم شیخ عبدالرافع صاحب

مندرجہ ذیل تین دوست رسید بکس کا آڈٹ کرنے میں معاونت کرتے ہیں۔

مکرم بشیر احمد خالد صاحب، مکرم منور احمد باجوہ صاحب
مکرم بشیر احمد صاحب

شعبہ مال میں مختلف وقتوں میں متعدد احباب نے معاونت کی ہے اور ان معاونین کی ایک طویل فہرست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام معاونین کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے، آمین۔

اِس وقت درج ذیل احباب بطور اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری مال جرمنی خدمت بجالا رہے ہیں:

1985 تا حال: مکرم سلیم احمد طور صاحب (2011ء تک شمالی جرمنی میں رہنے والے چندہ دہندگان کو ٹیکس آفس کے لئے ٹیکس کلیرنس کا جماعتی خط بھی جاری کرتے رہے ہیں۔ 2013ء سے زکوۃ کے سلسلہ میں یاددہانی کا کام موصوف سرانجام دے رہے ہیں)

2013-19ء: مکرم احسان الحق صاحب
(ایم ٹی اے کے چندہ کی وصولی کے لئے کوشش کرتے رہے ہیں)

2013ء تا حال: مکرم محمد احمد صاحب
(چندہ آن لائن کے سسٹم کے نگران)

2013ء تا حال: مکرم سعید احمد طارق صاحب
(چندہ آن لائن کے سافٹ ویئر ڈویلپر)

انچارج دفتر شعبہ مال

بطور انچارج دفتر خدمت کی توفیق پانے والے احباب درج ذیل ہیں۔

2004-13ء: مکرم رفیق احمد صاحب
2013-19ء: مکرم رفیق الرحمٰن انور صاحب
2019ء تا حال: مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب

انکم فیڈنگ سیکشن

اس شعبہ میں مندرجہ ذیل چار کارکنان بطور مستقل ملازم خدمت بجالا رہے ہیں۔

1) مکرم ندیم احمد چیمہ صاحب
2) مکرم بلال احمد صاحب
3) مکرم عمران احمد قیصرانی صاحب
4) مکرم عاطف محمود صاحب

جبکہ درج ذیل احباب بھی طوعی طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

1) مکرم منور احمد عابد صاحب (اخراجات سے متعلق امور، تیاری بجٹ، بلز کی چیکنگ اور انکم لوکل فنڈز کے متعلق خط و کتابت اور وصولی کا کام کرتے ہیں)
2) مکرم شیخ جاوید اعجاز صاحب، مکرم عتیق احمد صاحب، مکرم مظفر علی صاحب (جماعتوں کی طرف سے آمدہ سالانہ بجٹ کی Feeding کا کام کرتے ہیں)
3) مکرم شاہد محمود صاحب (ممبر مال انکوائری کمیٹی)

نظام اِنسپکٹران بیت المال

سالانہ شوریٰ 1997ء میں یہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ جرمنی میں پاکستان کی طرز پر اِنسپکٹرانِ بیت المال کا نظام شروع کیا جائے۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے منظوری آنے پر 1998ء میں اِس نظام کا آغاز کیا گیا۔ محترم حافظ عبدالحمید صاحب (1998 تا 2003ء) پہلے مرکزی اِنسپکٹر بیت المال جرمنی مقرر ہوئے۔ علاوہ ازیں کام کرنے والے اِبتدائی اِنسپکٹرانِ بیتِ المال کے نام درج ذیل ہیں۔ یہ تمام اِنسپکٹران طوعی طور پر خدمت بجالاتے رہے ہیں۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ 2007ء کی سفارشات جن کی منظوری

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عنایت فرمائی اُن میں سے ایک سفارش یہ بھی تھی کہ ''اِنسپکٹران Paid ہونے چاہئیں تا کہ وہ جماعتوں میں جائیں اور ایک دو روز قیام کر کے ایسے احباب (نادھندگان، بقایاداران) سے مُلاقات کریں''۔

لہٰذا حضور انور کی طرف سے منظوری آنے پر یکم جنوری 2008ء سے مکرم داؤد انور صاحب کی تقرری بطور اِنسپکٹر بیت المال جرمنی Payroll پر عمل میں آئی۔ اُس وقت سے داؤد انور صاحب مستقل اِس ذمہ داری پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے 22 انسپکٹران بیت المال جرمنی بھر میں طوعی طور پر یہ خدمت بجالا رہے ہیں۔ اِس لحاظ سے اِنسپکٹران بیت المال کا نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے مضبوط بنیادوں پر قائم ہوگیا ہے۔ یہ اِنسپکٹران اپنے اپنے علاقے کی جماعتوں کے دورے کر کے آڈٹ کرتے ہیں اور انفرادی طور پر احباب سے ملاقات کر کے یا بذریعہ خط وکتابت وفون مالی قربانی کی روح کو اُجاگر کرتے ہیں۔ بقایاداران، نادھندگان اور بے شرح افراد کو توجہ دِلاتے ہیں۔

اس وقت جرمنی بھر میں درج ذیل افراد بطور انسپکٹر بیت المال خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

1) مکرم حاجی محمود احمد صاحب (Bayern)

2) مکرم اکبر بیگ صاحب (Taunus)

3) مکرم محمد داؤد ذکریا صاحب (مئی 2020ء میں وفات پا گئے)

4) مکرم ناصر محمود ملک صاحب (Nordrhein)

5) مکرم مظفر احمد ظفر صاحب (Rheinland pfalz saar)

6) مکرم حبیب اللہ طارق صاحب (Sachsen brandenburg, Schleswig holstein)

7) مکرم مجاہد راشد چیمہ صاحب (Sachsen Brandenburg)

8) مکرم محمد سلیم ضیا صاحب (Württemberg Nord)

9) مکرم محمد اکرم صاحب (Baden)

10) مکرم شیخ عبدالکریم صاحب (Westfalen)

11) مکرم محمد جاوید صاحب (Gross Gerau,Wiesbaden)

12) مکرم چوہدری مظفر احمد صاحب (Hessen Nord)

13) مکرم اشفاق احمد سندھو صاحب (Niedersachsen)

14) مکرم بشیر احمد خالد صاحب (مرکز میں رسید بکس کے معاملات دیکھتے ہیں)

15) مکرم قیصر محمود صاحب (Hessen Süd west, L.A.Mörfelden walldorf)

16) مکرم محمد منور عابد صاحب (Darmstadt,Riedstadt,Rüsselsheim)

17) مکرم راجہ کلیم اللہ صاحب (Hessen Süd)

19) مکرم ناصر احمد جاوید صاحب (L.A.Hamburg)

20) مکرم وسیم احمد جنجوعہ صاحب (L.A.Mannheim)

21) مکرم رانا محمود احمد صاحب (Schleswig holstein)

22) مکرم شاہد محمود صاحب (Dietzenbach,Offenbach)

23) مکرم مظفر احمد ظفر صاحب (Hessen Mitte)

24) مکرم ناصر احمد جاوید صاحب (Wüttemberg Süd)

25) مکرم مظفر علی صاحب (Rheinland pfalz saar)

26) مکرم راجہ احتشام الحق صاحب (Hessen Süd Ost)

27) مکرم عرفان احمد صاحب (L.A.Frankfurt)

اللہ تعالیٰ اِن تمام خدمت کرنے والوں کو ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا رہے، آمین۔

جرمنی اس لحاظ سے بھی دنیا احمدیت میں ممتاز ہے کہ اس پر خلفاء مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت قدم بکثرت پڑتے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایک بار،

شعبہ مال کے مستقل کارکنان

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: مکرم عاطف محمود صاحب، مکرم رفیق الرحمن انور صاحب، مکرم نادر اویس ادریس صاحب مربی سلسلہ، مکرم طارق محمود صاحب نیشنل سیکرٹری مال جرمنی
مکرم احسان الحق صاحب ایڈیشنل نیشنل سیکرٹری مال جرمنی، مکرم داؤد انور صاحب جرمنی، مکرم بلال احمد صاحب۔ کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں: مکرم ندیم احمد چیمہ صاحب، مکرم عمران احمد قیصرانی صاحب

شعبہ مال میں طوعی خدمت بجالانے والے احباب، جولائی 2020ء

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: مکرم شاہد محمود صاحب، مکرم وسیم احمد جنجوعہ صاحب، مکرم بشیر احمد خالد صاحب، مکرم نادر اویس ادریس صاحب مربی سلسلہ، مکرم طارق محمود صاحب نیشنل سیکرٹری مال جرمنی، مکرم احسان الحق صاحب ایڈیشنل نیشنل سیکرٹری مال جرمنی، مکرم عبد الرحمن مبشر صاحب، مکرم منور احمد باجوہ صاحب، مکرم عتیق احمد صاحب،
کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں: مکرم دانیال احمد صاحب، مکرم عتیق احمد صاحب، مکرم قیصر محمود صاحب، مکرم مسعود احمد طاہر صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ سات، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ انتیس اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اب تک اٹھائیس مرتبہ جرمنی تشریف لا چکے ہیں۔ انہی بابرکت وجودوں کی دعاؤں کے طفیل جماعت احمدیہ جرمنی مالی قربانی کے میدان میں دن دُگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ جماعت جرمنی کی انہی قربانیوں کی وجہ سے خلفائے سلسلہ کو غیر معمولی محبت رہی ہے جس کا اظہار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ان الفاظ میں فرمایا تھا:

”دو باتیں ایسی ہیں جماعت جرمنی کی جن کی وجہ سے اس جماعت کے لئے میرے دل میں محبت بھی ہے اور دعائیں بھی نکلتی ہیں۔ ایک یہ کہ جب بھی میں نے کوئی نیک کام کہا اتنی سنجیدگی کے ساتھ، اتنی محنت اور کوشش کے ساتھ ساری جماعت جُت جاتی ہے کہ تناسب کے لحاظ سے مجھے اور کہیں یہ تناسب دکھائی نہیں دیتا۔ بہت سے ممالک میں بہت اچھے اچھے کام ہو رہے ہیں۔ آپ کی طرح بہت اچھی ٹیمیں کام کر رہی ہیں مگر جس نسبت سے جماعت جرمنی کے افراد ان نیک کاموں میں باقاعدہ منظّم طور پر حصہ لیتے ہیں اس تناسب کے متعلق مَیں عرض کر رہا ہوں کہ یہ تناسب آپ کو باقی سب جماعتوں سے زیادہ حاصل ہے۔ دوسرا یہ کہ دعوت الی اللہ کے معاملے میں جس ہمت اور صبر اور استقلال کے ساتھ اور حکمت کے ساتھ باقاعدہ مضبوط اور مربوط ٹیمیں بنانے کے ساتھ آپ لوگوں نے محنت کی ہے ایسی محنت مجھے دنیا کی کسی اور جماعت میں دکھائی نہیں دیتی۔

(خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 408 خطبہ جمعہ 24 مئی 1996ء)

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کام کرنے والوں کو اپنے بے شمار فضلوں کا وارث بنائے، آمین۔

ایک خصوصی کمیٹی کا اہم اجلاس

(نامہ نگار خصوصی) اِمسال کورونا وائرس کی وجہ سے بہت سے دیگر پروگراموں کی طرح جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ بھی منعقد نہیں ہوسکی۔ تاہم مجلس شوریٰ کے اہم ترین حصہ یعنی سالانہ بجٹ پر غور کرنے کے لیے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر 30 رکنی کمیٹی کا اجلاس مؤرخہ 27 جون 2020ء کو جماعت جرمنی کے ہیڈ کوارٹر بیت السبوح میں زیرِ صدارت محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مبلغ انچارج، نیشنل عاملہ میں سے اہم شعبوں کے سیکرٹری، چند لوکل و ریجنل امراء اور چند منتخب مقامی جماعتوں کے صدران کے ساتھ مالی سوجھ بوجھ رکھنے والے بعض احباب شامل ہوئے۔ حضور انور کی خصوصی ہدایت پر صدر و جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ جرمنی بھی اس کمیٹی میں شامل تھیں۔ اس کمیٹی کا سیکرٹری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیشنل سیکرٹری صاحب مال کو مقرر فرمایا تھا۔ شعبہ مال کی طرف سے تیار کئے گئے سالانہ بجٹ برائے مالی سال 21-2020ء پر صبح دس بجے سے شام چھ بجے تک تفصیل سے غور کیا اور اسے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں منظوری کے لیے پیش کرنے کی سفارش کی۔

جماعت احمدیہ جرمنی کے

سیکرٹریان مال جرمنی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کا شعبہ مال مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے مگر یہ سب کچھ ایک ہی دن میں نہیں ہوا بلکہ آدھی صدی سے زائد کا سفر ہے اور اس سفر میں بہت سے خدام ہم سفر تھے جنہوں نے اپنی اپنی توفیق کے مطابق اس کارِ خیر میں اپنا حصہ ڈالا۔ ذیل میں اس شعبے کے سیکرٹری کی حیثیت سے خدمت کرنے والے خدام سلسلہ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

مکرم مرزا محمود احمد صاحب مرحوم

مکرم مرزا محمود احمد صاحب مرحوم جماعت جرمنی میں مقرر ہونے والے اولین سیکرٹری مال تھے۔ آپ نے یہ خدمت 1972 تا 1978ء سرانجام دی۔ اُس وقت باقاعدہ مجلس عاملہ نہیں تھی، صرف سیکرٹری مال کا ہی عہدہ قائم کیا گیا تھا۔

مکرم مرزا محمود احمد صاحب مرحوم 1932ء میں محترم مرزا محمد شفیع صاحب کے ہاں امرتسر (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت مرزا غلام نبی صاحبؓ اور نانا حضرت مولوی کرم دین صاحبؓ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے۔ میٹرک تک تعلیم آپ نے امرتسر میں حاصل کی۔ 1947ء میں تقسیم ہند کے بعد لاہور آ کر آباد ہوئے۔ آپ کو ابتداء سے ہی خدمت دین کی توفیق ملتی رہی۔ ہجرت کے دوران آپ کو رتن باغ (لاہور) میں مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے احباب کی خدمت کرنے کا موقع ملا، اس کے بعد لاہور میں لمبا عرصہ زعیم مجلس رہے اور اسی ناطہ سے 1954ء کے سیلاب زدگان کی مدد کرنے والی ہنگامی ٹیم میں بھی آپ شامل تھے۔

موصوف 1961ء میں جرمنی آئے اور مسجد نور فرانکفرٹ کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ یہاں ہونے والے جملہ پروگراموں کے انتظام و انصرام میں پیش پیش رہے۔ آپ یہاں امریکن آرمی ہسپتال میں ملازم تھے لیکن خدمت دین کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو ابتدائی دور میں محترم مولوی فضل الٰہی انوری صاحب امیر و مبلغ انچارج نے سیکرٹری مال مقرر کیا۔ پاکستان سے آنے والے احباب جماعت کی ہر طرح سے رہنمائی میں آپ نے نہایت مؤثر کردار ادا کیا۔ خلفائے کرام کے دوروں اور دیگر جماعتی پروگراموں کے دوران آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار چلے آ رہے تھے اور آخر کار مارچ 1979ء میں دل کا دورہ پڑنے کے نتیجہ میں وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی جہاں آپ کی تدفین حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی منظوری سے قطعہ شہداء میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول کرتے ہوئے آپ کے درجات بلند فرمائے، آمین۔ مرحوم کے بارے میں مذکورہ بالا معلومات ان کے چھوٹے بھائی مکرم مرزا مجید احمد صاحب حال کینیڈا نے مہیا کی ہیں۔

مکرم مسرور احمد باجوہ صاحب

مکرم مسرور احمد باجوہ صاحب کے بطور سیکرٹری مال تقرر کے بعد منظم طور پر حلقہ جات اور جماعتوں میں چندہ کی وصولی کا کام شروع ہوا۔ اور ہیمبرگ اور فرانکفرٹ کے تحت آنے والی جماعتیں اپنے اپنے مرکز کو چندہ کی تفصیلات ارسال کرنے لگیں۔ اس وسعت پذیر کام کو مکرم مسرور احمد باجوہ صاحب نے اس ابتدائی دور میں مرکز سلسلہ کی ہدایات کے مطابق بڑی ذمہ داری کے ساتھ سنبھالا اور آمد و خرچ کے حسابات تیار کرنے کے لئے بڑی محنت کے ساتھ کھاتہ جات تیار کئے۔

مکرم شمس الحق صاحب

مکرم شمس الحق صاحب سلسلہ کے معروف عالم اور بزرگ مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم کے ہاں مؤرخہ 15 دسمبر 1954ء کو ربوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول سے حاصل کی۔ بعدازاں تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں زیر تعلیم رہے۔ دینی ماحول کے باعث اطفال الاحمدیہ کی عمر سے جماعتی خدمت کا شوق پیدا ہوا اور محلہ کی سطح پر اطفال الاحمدیہ میں سائق اور سیکرٹری تعلیم و تربیت کے طور پر عملی زندگی کا آغاز ہوا۔ پھر مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم اور صحت جسمانی میں خدمت کے ساتھ ساتھ محلہ دارالرحمت وسطی کے معتمد اور زعیم حلقہ کی خدمت کی بھی توفیق پائی۔ 1974ء میں نیشنل اسمبلی پاکستان میں پیش کئے جانے والے جماعتی مؤقف کی تیاری کے دوران خلافت لائبریری ربوہ میں علمائے سلسلہ کی زیر نگرانی 18 روز حوالہ جات نقل کرنے کی سعادت بھی ملی۔

1976ء میں سویڈن چلے آئے جہاں سویڈش زبان سیکھنے کے علاوہ حسبِ توفیق جماعتی مساعی میں بھی شمولیت کی توفیق ملتی رہی۔ اگلے سال سویڈن سے جرمنی آ گئے۔ اُس وقت جرمنی جماعت کے امیر و مشنری انچارج مکرم نواب منصور احمد خان صاحب (حال وکیل التبشیر ربوہ) تھے۔ اس وقت تک چونکہ جرمنی میں کوئی باقاعدہ مجلس عاملہ نہیں تھی لہٰذا ان کے زیر تربیت اور حوصلہ افزائی کی وجہ سے مختلف جماعتی مساعی اور خدمات میں حصہ لینے کی

توفیق ملی۔اس زمانہ میں جرمنی جماعت کی تجنید 1900 افراد پر مشتمل تھی اور صرف 18 جماعتیں تھیں۔ ابتداء میں چندہ جات کی لسٹیں بنانے، سرکلرز بھجوانے، رپورٹس کی تیاری، اخبار احمدیہ کی اشاعت، فوٹو کاپی کرنے، ضیافت اور جماعتی ہدایات بھجوانے جیسے مختلف امور میں حصہ لینے کی توفیق ملتی رہی۔

1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جب آپ نے یورپی ممالک کا دورہ فرمایا تو اس وقت حضورؒ کی زیرصدارت اگست میں جماعت کی پہلی شوریٰ کا انعقاد ہوا۔ ستمبر 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زیرہدایت جماعت جرمنی میں باقاعدہ پہلی مجلس عاملہ تشکیل دی گئی جس کی منظوری نام پیش ہونے پر خود حضورؒ نے عطا فرمائی اور جرمنی میں جماعتی ترقیات کے ایک اور دور کا آغاز ہوا۔ اس پہلی مجلس عاملہ میں جنرل سیکرٹری کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی۔ چنانچہ دیگر کاموں کے علاوہ تجنید اور اجلاس مجلس عاملہ کا باقاعدگی سے انعقاد، نئی جماعتوں کا قیام، مجلس شوریٰ کا ہر سال انعقاد، سالانہ تعلیمی کلاسز کا اجراء، جماعتی دورہ جات، دعوت الی اللہ، تبلیغی و تربیتی مساعی کے علاوہ جلسہ سالانہ اور ذیلی مجالس کے اجتماعات جیسے امور میں بیداری اور وسعت پیدا ہوئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

85-1984ء میں آپ کی منظوری نیشنل سیکرٹری مال جرمنی کی حیثیت سے ہوئی چنانچہ آپ کو کچھ عرصہ مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب امیر و مشنری انچارج کی زیرنگرانی کام کرنے اور شعبہ مال کی ذمہ داری مکرم ملک ذکاءاللہ خان صاحب کی معاونت سے نبھانے کی توفیق ملی۔ اسی دوران آپ کو اخبار احمدیہ جرمنی کے ایڈیٹر کے طور پر خدمت سپرد ہوئی تو پھر یہ خدمت مکرم شاہد احمد صاحب آڈیٹر اور ملک ذکاءاللہ خان صاحب ہی کرتے رہے۔

علاوہ ازیں آپ کو جرمنی سے شائع ہونے والے اردو اخبارات و رسائل کی ادارت، تاریخ احمدیت جرمنی، نائب صدر و ناظم دارالقضاء جرمنی، مبلغین سلسلہ کے معاون، ذیلی تنظیموں کے مختلف شعبوں، جلسہ سالانہ جرمنی کی متعدد نظامتوں اور گاہے گاہے قائم ہونے والی مختلف کمیٹیوں میں گرانقدر خدمات کی توفیق بھی ملتی رہی۔ اِس وقت حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن میں شعبہ ملاقات کے انچارج ہیں۔

محترم سیّد محمد احمد گردیزی صاحب

مکرم سید محمد احمد گردیزی صاحب جرمنی کے پرانے اور معروف خدام خصوصاً شعبہ مال کے ابتدائی کارکنان میں سے ہیں۔ آپ کے والد صاحب کا نام سید محمد محسن گردیزی تھا۔ 1931ء میں بیعت کی۔ قبول احمدیت سے قبل آپ شیعہ ذاکر تھے۔ اتفاقاً قادیان جانا ہوا۔ بٹالہ سے قادیان کے لئے ایک احمدی ٹانگہ والا ملا جس نے آپ کو لنگرخانہ پہنچایا۔ گیٹ پر مکرم قیس مینائی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اس طرح دیگر بزرگان اور احباب جماعت سے بھی ملاقات ہوئی جو بالآخر بیعت پر منتج ہوئی۔ آپ ایک آریہ سکول میں استاد تھے۔ قبول احمدیت کے بعد وہاں سے نکال دیئے گئے۔ پھر قادیان آگئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ صدرانجمن احمدیہ میں ملازمت کی۔ 1932ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے باڈی گارڈ کی سعادت بھی نصیب ہوئی غالباً آپ پہلے باڈی گارڈ تھے۔ تقسیم ملک کے بعد مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ سندھ کی زمینوں پر بھی متعین رہے۔ اس طرح وقف جدید میں بطور انسپکٹر بھی خدمات بجالائے۔

مکرم سید محمد احمد گردیزی صاحب جن کی عمر اس وقت 77 سال ہے، کو آپ کے والد محترم نے لڑکپن میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں داخل کرایا تھا۔ اس طرح سے آپ نے سکول کی تعلیم بورڈنگ ہاؤس میں رہ کر ربوہ کے پاکیزہ ماحول میں مکمل کی۔ آپ کی تربیت میں حضرت مہاشہ محمد عمر صاحب نے غیرمعمولی کردار ادا کیا۔ میٹرک کرنے کے بعد تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخل ہوئے اور یہاں سے بی اے کرنے کے بعد عملی زندگی کا آغاز کیا۔ ماڈرن موٹرز کراچی میں ملازمت کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے فعّال رکن رہے اور مختلف خدمات سرانجام دیتے رہے۔

1975ء میں فرانکفرٹ جرمنی چلے آئے۔ اُس وقت مولانا فضل الٰہی انوری صاحب بطور مبلغ انچارج فرانکفرٹ میں موجود تھے۔ اس وقت تک یہاں مالی نظام مضبوط اور مربوط بنیادوں پر قائم نہیں ہوا تھا۔ اس ابتدائی دور میں محترم گردیزی صاحب شعبہ مال سے منسلک ہوگئے اور پھر ایک طویل عرصہ تک اسی شعبہ میں کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کرتے رہے اور 1986ء میں آپ نیشنل سیکرٹری مال جرمنی مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد امریکن آرمی جہاں آپ ملازم تھے، کی طرف سے آپ کو فنانشل مینیجمنٹ کا باقاعدہ کورس کروایا گیا جس کا امتحان ہائیڈل برگ یونیورسٹی میں ہوا اور ڈگری Maryland یونیورسٹی امریکہ کی طرف سے دی گئی۔ اس کورس کے نتیجہ میں آپ کو جماعتی ذمہ داری نبھانے میں بہت مدد ملی جسے آپ نے سولہ سال یعنی 2000ء تک سرانجام دیا۔

محترم گردیزی صاحب کے دور میں شعبہ مال کو نہایت مربوط بنیادوں پر منظم کیا گیا۔ آپ نے جماعت کے نام کی مطبوعہ رسید بکس متعارف کرائیں۔ مرکز کی ہدایات کے مطابق ڈبل انٹری سسٹم پر مشتمل مینوئل کھاتہ جات تیار کئے اور حکومتی ٹیکس آفس کے تقاضوں کے مطابق آمد و خرچ کے صاف و شفاف حسابات مرتب کئے۔ جس کے نتیجہ میں ایک طرف جماعت پر حکومت کا اعتماد بڑھا تو دوسری طرف جماعت کو بہت سے مالی مفاد بھی حاصل ہونے شروع ہوئے۔

محترم گردیزی صاحب نے مجلس شوریٰ میں پیش کرنے کے لئے تفصیلی بجٹ تیار کرنے کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ آمد و خرچ پر مشتمل یہ بجٹ ایک کتابچہ کی صورت میں طبع کرکے ہر ممبر کی خدمت میں پیش کیا جاتا تھا تاکہ ممبران تفصیل اور پوری گہرائی سے اس کا مطالعہ کرکے اپنی آراء پیش کرسکیں۔ موصوف جرمنی آنے کے بعد ایک لمبے عرصہ تک ملازمت کرتے رہے، چنانچہ آپ اپنی ملازمت کے اوقات کے بعد اس جماعتی خدمت کے لئے جماعت کے دفتر مال آجاتے اور رات گئے تک حسابات کی گتھیاں سلجھاتے رہتے۔ اس خدمت کے دوران بہت مرتبہ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی

طرف سے گرانقدر رہنمائی اور زریں ہدایات بھی ملتی رہیں اور حضورؒ آپ کی ہر رنگ میں تربیت فرماتے رہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے ہمیشہ جماعت کے اموال کا درد محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی عمر وصحت میں برکت بخشے اور ان خدمات کا اجر عظیم عطا فرمائے، آمین۔ مکرم محمد احمد گردیزی صاحب کے عرصہ خدمت کے دوران شعبہ مال کی ٹیم میں جن احباب کو نمایاں خدمت بجا لانے کی توفیق ملی ان میں مکرم بشیر احمد صاحب بھٹی، مکرم منصور احمد صاحب چیمہ، مکرم مسعود ناصر صاحب مرحوم، مکرم ریاض احمد صاحب سیفی مرحوم اور مکرم محمد اسلم صاحب شامل تھے۔ چندہ سٹیٹمنٹس اور رسید بکس کے اجرا اور واپس آنے پر رسید بکس کو آڈٹ کرنے میں مکرم بشیر احمد صاحب بھٹی اور مکرم منصور احمد چیمہ صاحب کی خدمات یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔ مکرم بشیر احمد صاحب بھٹی نے بطور انٹرنل آڈیٹر اور مکرم منصور احمد صاحب چیمہ نے بطور کیشیئر (امین) جماعت جرمنی مثالی خدمت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کارکنان کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

مکرم طارق محمود صاحب

مکرم طارق محمود صاحب کو بفضل اللہ تعالیٰ گزشتہ سترہ سال سے نیشنل سیکرٹری مال جرمنی کی حیثیت سے گرانقدر خدمت کی توفیق مل رہی ہے، الحمدللہ۔ آپ 22فروری 1970ء کو مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب حال نیشنل سیکرٹری امور عامہ جرمنی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ضلع گورداسپور کے رہنے والے آپ کے دادا مکرم مولا بخش صاحب مرحوم نے 1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت پائی جنہیں حضور نے قیام پاکستان کے بعد سندھ بھجوا دیا اور جماعت کی زمینوں میں محمد آباد اسٹیٹ سندھ کے سکول میں تدریسی فرائض ادا کرنے کی توفیق پائی۔

مکرم طارق محمود صاحب نے اپنی ابتدائی تعلیم مقامی سکول سے اور ایف ایس سی تک حیدرآباد سندھ سے حاصل کی۔ اسی دوران 1984ء میں بدنام زمانہ آرڈیننس 20 کے بعد جب جماعت پر ایک خوفناک ابتلاء طویل تر ہوتا گیا تو مکرم طارق محمود صاحب نے قرآنی حکم کہ ایسے علاقہ سے ہجرت کر جاؤ پر عمل کرتے ہوئے جرمنی نقل مکانی کر جانے کا از خود فیصلہ کیا اور 17 جون 1988ء کو اکیلے جرمنی چلے آئے۔ یہاں اسائلم کیس کرایا تو آپ کو فرانکفرٹ کے قریبی علاقہ Schmitten میں منتقل کر دیا گیا۔ یہاں پہلے سے قریباً ڈیڑھ صد احباب جماعت پر مشتمل جماعت قائم تھی اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ جماعت کئی جماعتوں میں تقسیم ہوئی اور موصوف جماعت Usingen کے ممبر ٹھہرے اور اب تک اسی جماعت میں شامل ہیں۔

مکرم طارق محمود صاحب نے جرمنی چلے آنے کے بعد اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور جرمن زبان سیکھنے کے بعد Industriekaufmann کا کورس (Ausbildung) کیا۔ اس کے بعد آپ نے ملازمت اختیار کی تاہم اس کے ساتھ ساتھ Management International میں ڈپلوما اور Study Finance Reporting کا کورس بھی کیا۔ جس کے بعد آپ کو مختلف جرمن بینکوں کے علاوہ MCI Worldcom میں ملازمت کرنے کا موقع ملا۔ 24سال ملازمت کے بعد استعفیٰ دے کر Real estate کے شعبہ میں تعمیراتی کمپنی بنا کر اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی کے ساتھ جاری ہے، الحمدللہ۔

موصوف ابتداء سے ہی جماعتی خدمت میں پیش پیش رہے ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی مجلس عاملہ میں تقریباً دس سال مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ مہتمم امور طلباء، معتمد، مہتمم تعلیم اور مہتمم مال رہے۔ کچھ عرصہ خدام الاحمدیہ جرمنی کے ترجمان ماہنامہ نور الدین کے ایڈیٹر بھی رہے اور جلسہ سالانہ جرمنی کے مواقع پر بھی مختلف ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ 2004ء میں 33سال کی عمر میں آپ کو انٹرنل آڈیٹر جماعت جرمنی کی ذمہ داری سونپی گئی۔ 2004ء کے جماعتی انتخاب میں ممبران مجلس شوریٰ نے بھاری اکثریت سے موصوف کے حق میں رائے دی جسے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے منظور فرماتے ہوئے آپ کو سیکرٹری مال مقرر فرمایا۔ اس وقت سے آپ یہ خدمت بے حد ذمہ داری، محنت اور لیاقت کے ساتھ سرانجام دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کے دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی بجٹ آٹھ 8 ملین سے اکتیس 31 ملین تک پہنچ گیا۔ اس کے علاوہ آپ نے جماعتی تجنید اور شعبہ مال کے جملہ نظام کو کمپیوٹرائز کرایا۔ جس کے نتیجہ میں جماعت جرمنی میں AIMS جاری ہونے سے ممبران جماعت جرمنی بین الملکی جماعتی نظام میں شامل ہوگئے اور بڑے بڑے ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ میں جماعت جرمنی کے ہی شناختی کارڈ سے شمولیت ممکن ہوگئی، الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے موصوف کی خدمات قبول فرمائے، ان میں بہت برکت دے اور ان کے مفید نتائج و ثمرات سے جماعت کو نوازے، آمین۔

Schreib Geschichte, sei dabei...

Die Abteilung Sami-wa-Basri Deutschland möchte mit Allahs Gnade bis 2023 den ersten deutschsprachigen, islamischen Radiosender in Deutschland etablieren.
Du könntest die Person sein, die dem Sender seinen Namen gibt oder ein Logo hierfür entwirft. Reiche deinen Vorschlag ein:

Kontakt: swb.amjd@ahmadiyya.de

Einsendeschluss: 13.09.2020

Radio
Logo

آئیں تاریخ رقم کریں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ سمعی و بصری جماعت احمدیہ جرمنی 2023ء تک جرمنی میں ریڈیو چینل قائم کرنے کے منصوبہ پر کام کر رہا ہے۔

اس سلسلہ میں آپ وہ شخص ہوسکتے ہیں جو اس چینل کا نام تجویز کرسکتے ہیں یا شناختی علامت (لوگو) بنا سکتے ہیں۔

ہمیں اپنی تجاویز 13 ستمبر 2020ء تک ای میل swb.amjd@ahmadiyya.de پر بھجوائیں۔

انٹرویو: محمد الیاس منیر

ایک صحت مند اور نفع بخش مشغلہ
مگس بانی

الیکٹریکل انجینئر عبدالماجد رامہ کے ساتھ ایک ملاقات

قرآن کریم کے عظیم الشان معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شہد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ’فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ‘ یعنی اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے، اُس وقت فرمایا تھا جب کوئی طبّی یا سائنسی تحقیق ممکن ہی نہ تھی۔ اگرچہ صدیوں سے عوام و خواص سبھی شہد سے استفادہ کرتے چلے آئے ہیں لیکن چودہ سو سال پہلے ربّ العالمین نے اپنی مخلوق کے لئے یہ جو نسخہ بیان فرمایا تو اس کی طرف لوگوں کو پہلے سے زیادہ توجہ ہوئی اور اس سے فائدہ اٹھانے میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں شہد کی پیداوار صنعتکاری کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ اسے قدرتی وسائل کے علاوہ تجارتی بنیادوں پر بھی چھتے لگا کر حاصل کیا جاتا ہے اور گھریلو پیمانہ پر بھی شہد کی مکھیاں پال کر۔ اس طرح سے شہد پیدا کرنے والے تجارتی وغیر تجارتی تمام لوگ ایک تنظیم کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں جسے جرمنی میں Deutscher Imkerbund کہتے ہیں۔ اس وقت صرف جرمنی بھر میں اس مرکزی تنظیم کے ساتھ سینکڑوں چھوٹی چھوٹی تنظیمیں منسلک ہیں جن کے ممبران کا جال شہر شہر، گاؤں گاؤں اور گھر گھر پھیلا ہوا ہے۔ آج ہم ایک ایسے ہی گھر میں گئے جو Imker Verein Maingau کا ممبر ہے اور ان سے اس بارہ میں معلومات حاصل کیں۔

ربوہ شہر کے مصروف ریلوے پھاٹک سے اُتر کر اسٹیشن کی طرف ریلوے روڈ پر جاتے ہوئے دائیں طرف ایک مکان کے دروازے پر لگی تختی پر عبدالحق رامہ لکھا ہوتا تھا جن کے ہاں مجھے حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحبؓ کے ارشاد پر فارسی کا درس لینے کے لئے زانوئے تلمّذ تہ کرنے کا موقع ملا۔ آج مجھے انہی کے بیٹے مکرم عبدالحمید رامہ صاحب کے گھر اپنے استاد کے پوتے اور گولبازار ربوہ میں سالہا سال تک مسیحائی کرنے والے کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کے نواسے عزیزم ماجد منیر رامہ ابن مکرم منیر الحق رامہ مرحوم کے ساتھ شہد کی مکھیوں کے بارے میں کچھ حیرت انگیز باتیں سیکھنے کا موقع ملا۔ ماجد منیر رامہ دیکھنے میں نَوخیز خادم لگتے ہیں لیکن جب عمر پوچھی تو پتہ چلا کہ انصار اللہ میں جانے والے ہیں یعنی چالیس کے ہو چکے ہیں، موصوف کو تقدیر بچپن میں ہی جرمنی لے آئی تھی۔ یہیں انہوں نے ابتدائی سے اعلیٰ تک تعلیم حاصل کی۔ کئی سال پہلے ڈارمشٹڈٹ کی ایک یونیورسٹی سے الیکٹرو تکنیک میں ڈپلوما کیا اور جلد ہی ایک جاپانی کمپنی میں الیکٹریکل انجینئر کے طور پر ملازمت مل گئی جہاں ملازمت کرتے اب انہیں بارہ سال ہو چکے ہیں اور اس کمپنی کے کل 700 ماہرین کے ایک ٹیکنیکل گروپ کے اہم ممبر ہیں۔ سن 2008ء میں ان کی شادی مکرم مقصود احمد علوی صاحب کی بیٹی سے ہوئی تھی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے چار بچے ہیں، الحمدللہ۔

مکرم عبدالماجد رامہ صاحب اپنے شہد کے چھتوں کے ساتھ

چند سال پہلے اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی تو Heusenstamm کے ایک محلہ میں انہوں نے اپنا مکان خریدا جس کے ساتھ ایک وسیع وعریض باغیچہ بھی ہے۔ یہ باغیچہ مختلف سبزیوں کی کیاریوں، پھولوں کے پودوں اور، پھل دار درختوں سے گل وگلزار ہے تو اس باغیچہ کے ایک پہلو میں لکڑی کے بہت سے ڈبے پڑے ہیں جن میں ماجد رامہ کی ایک قیمتی جائیداد محفوظ ہے اور یہی ڈبے ہمیں ان سے ملنے یہاں لے آئے تھے۔

ماجد منیر رامہ نے بتایا کہ جب ہم نے یہ گھر لیا تو امی جان نے کہا کہ کیوں نہ ہم یہاں شہد کی مکھیاں پالیں۔ چنانچہ میں نے اس بارہ میں معلومات حاصل کرنی شروع کیں تو مجھے ایک جرمن باباجی Herr Erhard Henz تک رسائی ملی۔ یہ باباجی گزشتہ تیس سال سے شہد کی مکھیاں پالنے کا شغل کر رہے ہیں اور اب تک سو سے زائد لوگوں کو یہ فن سکھا چکے ہیں۔ انہوں نے اس علاقہ میں مگس بانی کی ایک تنظیم (Imker Verein) بنائی ہوئی ہے۔ چنانچہ میں بھی ان کی اِس تنظیم کا باقاعدہ ممبر بن گیا اور سکول کی طرز پر ہونے والی باقاعدہ کلاسز میں شرکت کی اور یہ ہنر اور فن سیکھا۔ اس کورس کے بعد امتحان پاس کیا تو مجھے ایک سرٹیفیکیٹ ملا جس کے بعد مجھے شہد کی مکھیاں پالنے کی اجازت مل گئی۔

عزیزم ماجد رامہ نے بتایا کہ اب ان مکھیوں کے لئے گھر بار کا ساز و سامان حاصل کرنے کا مرحلہ آیا تو اس کے لئے صوبہ ہیسن Hessen کے شمالی شہر شلشٹرن (Schlüchtern) کی طرف جانا پڑا جہاں ایک بہت بڑی کمپنی مکھیوں کے گھروں والے ڈبوں کو تیار کرتی ہے۔ اسی طرح شہد کی ان پالتو مکھیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کے لئے مخصوص آلات بھی بعض خاص کمپنیاں تیار کرتی ہیں۔موصوف نے کچھ دیر اپنے باغیچہ کے ایک طرف پڑی میز کرسیوں پر بیٹھے بیٹھے یہ سب تفصیلات بتائیں پھر مجھے پہلے ایک سفید کوٹ پہنایا جس کے اوپر ایک ایسی ٹوپی تھی جس کے سامنے والے حصہ پر جالی لگی ہوئی تھی۔ اس پر لگی مختلف زِپیں بند کرنے کے بعد ٹوپی اور کوٹ نے میرے چہرے اور گردن کو ڈھانپ لیا جس کا مطلب تھا کہ اب وہ مجھے مکھیوں کے چھتے کی طرف لے جا رہے ہیں۔انہوں نے خود کوئی خاص احتیاطی تدبیر نہ کی اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ ان مکھیوں کی نسلاً بعد نسلٍ تربیت Breed کے نتیجہ میں ڈسنے کی عادت کم ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں شہری رہائشی ماحول میں بھی رکھنے کی اجازت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے بچے سارا دن یہیں بے خوف وخطر گھومتے اور کھیلتے رہتے ہیں۔ پھر انہوں نے ایک خاص قسم کی لالٹین میں کچھ بُرادہ سا ڈال کر اسے سلگایا اور اسے ایک چھوٹی سی ٹیوب کے ساتھ ہوا دی جب بُرادہ دھواں دینے لگا تو انہوں نے مکھیوں کے چھتوں کے پاس جا کر ایک ڈبہ کا ڈھکن اٹھایا اور آہستگی سے مکھیوں کو دھونی دینی شروع کی۔ اس عمل کے نتیجہ میں مکھیاں بڑے شریفانہ طور پر ایک طرف ہونے لگیں اور ان کے بنائے ہوئے چھوٹے چھوٹے چھ کونی خانے نمایاں نظر آنے لگے۔ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ سمجھایا کہ پہلے سال وہ ایک قوم (مکھیوں کے ایک لشکر کو جو ایک ملکہ کے ساتھ منسلک ہوتا ہے، اس کے لئے موصوف قوم کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں) خرید کر لاتے ہیں تو انہیں لکڑی کے ایک ڈبہ میں رکھتے ہیں۔ اُس ڈبہ میں لکڑی کے بارہ فریم ہوتے ہیں۔ ان بارہ فریموں میں موم کی دیواریں خود لگاتے ہیں۔مکھیاں اسی موم کے ساتھ اپنا چھتہ بنانا شروع کرتی ہیں۔ چند دنوں بعد مکھیاں اپنی فطرت صحیحہ ثُمَّ كُلِي مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُكِيۡ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا (النحل:70) کے تحت اپنا رزقِ حَسن تلاش کرنے کے قابل ہو جاتی ہیں تو دور دور تک نکل جاتی ہیں اور پھولوں پھلوں سے رس چوس کر لاتی ہیں۔انہوں نے بتایا کہ جب کسی ایک مکھی کو کہیں دور اپنے مطلب کے پھول ملتے ہیں تو وہ واپس آ کر اپنے چھتے کے اوپر ایک مخصوص انداز میں جھومتی ہے جسے رقص دائرہ (Schwänzel Tanz) کہا جاتا ہے۔ اس رقص کے انداز میں اُن پھولوں، پھلوں کی نہ صرف سمت بلکہ فاصلہ تک مضمر (Coded) ہوتا ہے جو بعض اوقات تین کلو میٹر تک ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق باقی مکھیاں بھی اسی سمت میں اُڑتی ہیں اور جا کر انہیں پھولوں سے رس چُوس کر لاتی ہیں۔ دراصل

شہد کی مکھیوں کو اللہ تعالیٰ نے معمول کی دو آنکھوں کے علاوہ ایک اور آنکھ بھی عطا کر رکھی ہے جو درمیان میں ہوتی ہے اور یہ آنکھ انتہائی حساس ہونے کی وجہ سے روشنی کا صحیح ادراک رکھتی، راستہ کا تعین کرنے میں مدد دیتی اور کمپاس اور گھڑی کا کام بھی دیتی ہے۔

شہد کی مکھیاں ان آنکھوں کے ذریعہ سورج کی روشنی کی مدد سے پھلوں پھولوں تک کے فاصلہ اور زاویہ کو متعین کرتی ہیں۔ یہ صلاحیت اس قدر حساس اور مؤثر ہے کہ اس راہ میں کالے بادل بھی حائل نہیں ہوسکتے۔ اس امر کی تحقیق پیش کرنے والے جرمن سائنسدان Karl von Frisch کو 1973ء میں نوبل انعام سے نوازا گیا تھا۔

ان مکھیوں کا پیدا کردہ شہد ایک سال تک ان کے اپنے ہی کام آتا ہے۔ پھر نئے موسم میں مزید مکھیاں پیدا ہوتی ہیں تو ایک اور ڈبہ پہلے والے ڈبہ کے اوپر رکھنا ہوتا ہے۔ ان دونوں ڈبوں کے درمیان ایک ایسی باریک جالی لگائی جاتی ہے جس میں سے صرف مزدور مکھیاں ہی گزر سکیں جبکہ ملکہ مکھی اور نرّ اس پہلے ڈبہ میں ہی رکھے جاتے ہیں۔ ماجد رامہ نے بتایا کہ پھر اس کے اوپر تیسرا اور چوتھا ڈبہ رکھا جاتا ہے اس طرح سے مکھیوں کی ایک قوم کے مکمل ہونے کا عمل انجام کو پہنچتا ہے اور اس کے بعد شہد نکالا جاتا ہے۔ شہد تیار ہونے کا عمل صرف بہار اور موسم گرما کے مخصوص مہینوں میں ہی ہوتا ہے۔ اس علاقے یعنی ہیسن Hessen میں مکھیاں شہد کی تیاری اپریل، مئی اور جون کے مہینوں میں ہی کرسکتی ہیں۔ ان تین مہینوں میں پھول اور پودے اس قدر رس دیتے ہیں کہ شہد کی مکھیاں اس رس سے شہد تیار کرکے اپنے ڈبے بھر لیتی ہیں۔ اس سارے عمل کے دوران بڑی باریکی اور توجہ کے ساتھ خیال رکھنا پڑتا ہے کہ ایک کی موجودگی میں کوئی دوسری ملکہ مکھی پیدا نہ ہوجائے کیونکہ وہ اپنی قوم کے ایک بڑے حصہ کو لے کر اڑ جائے گی اور اس طرح سے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ مکھیوں کے انڈوں کا جائزہ لیتے رہنا پڑتا ہے اور جونہی ملکہ مکھی کا انڈا نظر آئے اسے ضائع کر دیتے ہیں۔ اس کی پہچان

موصوف نے یہ بتائی کہ جس انڈے کے بارہ میں قوم فیصلہ کرے کہ اس میں سے ملکہ مکھی پیدا ہونی ہے تو اسے مزدور مکھیاں خاص قسم کی خوراک یعنی رائل جیلی کھلانا شروع کر دیتی ہیں جس کی وجہ سے اس کا لاروا معمول سے بڑا ہوجاتا ہے اور اپنے خانہ سے باہر تک آجاتا ہے۔

عزیزم ماجد نے مجھے چھتہ کھول کر ایک ملکہ مکھی دکھائی جس کی پشت پر موصوف نے پہچان کی خاطر ایک چھوٹا سا ستارہ لگا رکھا تھا۔ اس مکھی کا جسم باقی مکھیوں سے نمایاں طور پر بڑا تھا۔ ملکہ مکھی کی عمر پانچ سال ہوتی ہے۔ جس کے بعد بہرحال نئی ملکہ مکھی پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے چھتے کے معاملات سنبھالتی ہے علاوہ ازیں اس کا کام صرف انڈے دینا ہے۔ مزدور مکھیوں کی عمر صرف 40 یا 41 دن ہوتی ہے۔ ان میں سے ابتدائی 20 دن چھتے میں گزارتی ہیں جبکہ باقی دن باہر نکل کر رس چوسنے کی ذمہ داری نبھاتی ہیں۔ جب شہد تیار ہو چکتا ہے تو اسے نکالنے کے لئے ان فریموں کو ڈبےّ سے باہر نکال لیا جاتا ہے۔ اس وقت شہد چھوٹے چھوٹے بے شمار موم کے خانوں میں بند ہوتا ہے۔ ہر خانے کا ڈھکن مخصوص کانٹے سے کھولا جاتا ہے تو اس میں سے شہد ٹپکنا شروع ہوجاتا ہے۔ ڈھکنے کھول کر فریم کو ایک خاص مشین میں ڈالا جاتا ہے جو نہایت تیزی سے گھومتی ہے اور اس کی ٹونٹی میں سے شہد نیچے رکھی ہوئی بالٹی میں گرنا شروع ہوجاتا ہے۔

عزیزم ماجد نے مزید بتایا کہ شہد اس وقت نکالا جاتا ہے جب اچھی طرح سے تیار ہوجائے۔ اس کے لئے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ اس میں پانی کی مقدار صرف 18 فیصد رہ جائے۔ ان کی تنظیم کا اصول ہے کہ پانی کی اس سے زیادہ مقدار والے شہد کو حاصل کرنے اور بیچنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ انہوں نے مجھے ایک شیشی دکھائی جس پر ان کی تنظیم کا نام مخفف حروف میں ابھرا ہوا تھا۔ اس تنظیم کا ممبر ہونے کے ناطے انہیں صرف یہی شیشی استعمال کرنے کی اجازت ہے اور یہ شیشی شہد خالص ہونے کی ضمانت ہے کیونکہ تنظیم کے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے کو سخت سزا دی جاتی ہے۔

میں نے چھتے والے ڈبے کے اندر چاروں طرف کناروں پر براؤن سے رنگ کا مواد چپکا ہوا دیکھا۔ استفسار پر عزیزم نے بتایا کہ یہ پراپولس Propolis ہے یعنی وہ انتہائی طاقتور جراثیم کُش مواد جس پر باہر سے آنے والی ہر مکھی پہلے بیٹھتی ہے اور اپنے جسم کو ہر قسم کے جراثیم سے پاک کرنے کے بعد چھتے میں داخل ہوتی ہے۔

میرا آخری استفسار تھا کہ الیکٹریکل انجینئر کی حیثیت سے ملازمت کرنے، چار بچوں کی پرورش، والدین کی خدمت اور جماعتی ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ یہ وقت اور محنت طلب عرق ریزی والے مشغلہ کے لئے کیسے وقت نکال لیتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے اس مشغلہ کا جنون کی حد تک شوق ہوگیا ہے اور انسان کے دل میں جس کام کے لئے لگن جنم لے لے، اسے وہ کر ہی گزرتا ہے۔ اور میں بھی کام سے آکر تفریح کے طور پر کچھ دیر اپنی مکھیوں کے ساتھ گزار لیتا ہوں اور چھٹی والے دن ذرا زیادہ وقت دے کر ان کی صفائی اور دیگر امور کی نگرانی کر لیتا ہوں اور بس! میں ان کی باتیں سن کر ورطہ حیرت میں ڈوبتا چلا گیا۔ اور خواہش دل میں مچلنے لگی کہ کاش ہمارے سبھی نوجوان اسی طرح سوچیں اور کریں تو خود بھی صحتمند رہیں اور دوسروں کے لئے مفید وجود بنیں۔

اُذْکُرُوا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ

مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب مرحوم کا ذکر خیر

مکرم انصر محمود صاحب۔حلقہ Rödelheim فرانکفرٹ

میرے والد محترم مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب جو عرف عام میں ماسٹر مقصود احمد صاحب کے نام سے جانے جاتے تھے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کے دیرینہ خدام میں سے تھے۔ آپ 10 اکتوبر 1931ء کو ہوشیارپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام چوہدری فرزند علی تھا۔جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کی اس وقت توفیق عطا کی جب آپ گاؤں پیچیاں ضلع ہوشیارپور میں مقیم تھے۔ اس گاؤں میں قادیان سے دو معلّمین تبلیغ کی غرض سے آئے۔ آپ کے ابا جان میں مہمان داری کا وصف بہت بڑھ کر تھا۔ چنانچہ آپ نے دونوں معلّمین سے درخواست کی کہ وہ اُن کے گھر پر قیام کریں اور ان کے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے اور اسلامی تعلیم سکھانے کا فریضہ سرانجام دیں۔ جب گاؤں والوں کو علم ہوا کہ دونوں معلّمین احمدی ہیں تو گاؤں والوں نے آپ پر دباؤ ڈالا کہ ان معلّمین کو اپنے گھر سے نکال دیں۔لیکن ہمارے دادا جان نے گاؤں والوں کے دباؤ میں آنے سے صاف انکار کر دیا اور معلّمین کو اپنے ہاں رکھنے کے فیصلہ پر ڈٹے رہے۔قادیان سے آنے والے ان دونوں معلّمین کے طرز عمل اور تبلیغ کے نتیجہ میں ہمارے دادا جان بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔

تقسیم ہند کے بعد ہمارا خاندان ہجرت کر کے چک 12/11L تحصیل چیچہ وطنی میں آباد ہوا۔ جہاں والد صاحب محترم نے اپنی تعلیم مکمل کی اور مقامی پرائمری سکول میں بطور استاد 1962ء تک بچوں کو پڑھاتے رہے۔ 1962ء میں آپ نوکری چھوڑ کر ربوہ منتقل ہوگئے۔ جہاں آپ نے مقامی پرائمری سکول میں پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ربوہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے علاوہ محکمہ تعلیم نے محلوں میں پرائمری سکول جاری کئے تھے۔جن کا آپ کو سنٹرل ہیڈ ماسٹر بنا دیا گیا۔

ہمارے ابا جان جو چھ بھائیوں اور تین بہنوں میں سب سے بڑے تھے، کے ربوہ منتقل ہوجانے کی وجہ سے سب بہن بھائیوں کے لئے تعلیم سے آراستہ ہونے کی راہ ہموار ہوئی جس کا ان کے بھائی خصوصاً مکرم ڈاکٹر داؤد احمد صاحب حال ساہیوال بے حد شکر گزاری اور ممنونیت کے ساتھ اظہار کرتے ہیں۔ اپنے ربوہ سکونت اختیار کرنے کے فیصلہ پر وہ ہمیشہ خوشی کا اظہار کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بروقت صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا کی۔ ربوہ کے محلہ دارالیمن میں تدریس کے دوران آپ کو محلہ کے سیکرٹری امور عامہ سیکرٹری مال اور زعیم خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

1969ء میں آپ کی شادی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے محترمہ ثریا بیگم صاحبہ سے کروائی اور آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آپ اپنی بارات لے کر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے ہاں گئے جہاں دعائیہ تقریب کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحبؒ نے ہماری والدہ کو اپنے گھر سے رخصت کیا اور پھر خاص شفقت کا یہ سلوک خلافت کے بعد بھی جاری رہا۔حضورؒ دورہ جرمنی کے دوران متعدد بار ہمارے گھر تشریف لاتے رہے۔ 1974ء میں آپ نے جرمنی ہجرت کی اور 1979ء میں ہماری والدہ بھی اپنی چار بیٹیوں کے ہمراہ جرمنی تشریف لے آئیں۔

جماعتی خدمات

جرمنی میں آپ نے فرانکفرٹ میں سکونت اختیار کی اور یہاں آتے ہی جماعتی کاموں میں ہاتھ بٹانے لگے۔ فرانکفرٹ میں جماعتی حلقہ جات بنائے گئے تو آپ حلقہ روڈل ہائیم کے صدر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں جب فرانکفرٹ کے متعدد حلقہ جات میں روابط بڑھانے کے لئے سٹی پریزیڈنٹ کا عہدہ تشکیل دیا گیا تو آپ پہلے سٹی پریزیڈنٹ منتخب ہوئے پھر جلد ہی اس عہدہ کو لوکل امیر کا نام دے دیا گیا۔ اس اعتبار سے آپ کو جرمنی کی سب سے بڑی جماعت فرانکفرٹ کا پہلا لوکل امیر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے سال آپ نے بحیثیت لوکل امیر جوبلی کی تقریبات کی نگرانی کی۔ جماعت کی مرکزی تقریب جس میں مکرم پروفیسر عبدالسلام صاحب نے بحیثیت مرکزی نمائندہ شرکت فرمائی تھی، کے ساتھ ڈیٹسن باخ میں ہونے والے خصوصی جلسہ کے انتظامات کو احسن طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔جلسہ سالانہ کے وسعت پذیر نظام میں آپ کو

87-1986ء میں دو سال بطور افسر جلسہ سالانہ خدمت کا بھی موقع ملا۔ نیشنل امارت میں آپ نے بحیثیت سیکرٹری امور عامہ۔ سیکرٹری تربیت، سیکرٹری وصایا بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے اپنے گھر میں نماز سینٹر قائم کیا ہوا تھا جہاں حلقہ کے دوسرے احباب بھی نمازوں میں شامل ہوتے۔ بچوں پر نماز کی اہمیت واضح کرنے کے لئے آپ نے یہ دستور بنایا ہوا تھا کہ باری باری بچوں کے کمرے میں جا کر اذان دیتے اور نماز کے بعد ملفوظات کا درس ضرور دیتے۔ اسی طرح آڈیو کیسٹس کے زمانے میں حضورؒ کا خطبہ جمعہ بچوں کو ساتھ بٹھا کر سنتے اور خطبہ کے بعد اہم نکات کو آسان زبان میں بچوں پر واضح کرتے۔

ذیلی تنظیموں میں خدمت

آپ کو پاکستان میں بطور زعیم حلقہ مجلس خدام الاحمدیہ خدمت کی توفیق ملی۔ مجلس انصار اللہ جرمنی میں آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپ 1982ء میں زعیم اعلیٰ فرانکفرٹ منتخب ہوئے۔ اس سے قبل آپ شعبہ عمومی میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ آپ نے نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ میں قائد تجنید اور شعبہ مال میں بھی خدمت کی۔ 1997 تا 2003ء مسلسل چھ سال نائب صدر اوّل رہے۔ اس دوران آپ کو متعدد بار قائمقام صدر کی حیثیت سے خدمت کرنے کا موقع بھی ملا۔ جنوری 2004ء میں صدر مجلس انصار اللہ مقرر ہوئے اور دو سال تک یہ ذمہ داری پوری محنت اور تندہی سے سرانجام دی۔ اُس وقت مجلس انصار اللہ جرمنی کی طرف سے اوفن باخ میں بیت الجامع کی تعمیر کے لئے کوششیں جاری تھیں۔ چنانچہ آپ کے دور صدارت میں جرمنی بھر سے اس مسجد کی تعمیر کے لئے انصار اللہ نے دل کھول کر مالی قربانی پیش کی اور اس مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب مجلس انصار اللہ کے ہی زیر اہتمام مورخہ 24/ اگست 2005ء کی شام منعقد ہوئی جس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے سنگ بنیاد رکھا جبکہ مسجد کا افتتاح محترم عبدالرحمٰن مبشر صاحب کے دور صدارت میں اگلے سال مورخہ 29 دسمبر 2006ء کو عمل میں آیا۔

1988ء میں یورپین اجتماع برائے انصار اللہ منعقدہ لندن میں آپ جرمنی کی طرف سے جانے والے مرکزی وفد میں شامل تھے۔ علاوہ ازیں آپ نے جلسہ سالانہ ہالینڈ، بوسنیا اور مالدیپ میں بھی انصار اللہ جرمنی کی نمائندگی کی۔ 98-1997ء کے دو سال نیشنل اجتماع مجلس انصار اللہ جرمنی میں بحیثیت منتظم اعلیٰ اجتماع خدمت کی توفیق پائی۔

ہمارے ابا جان نہایت سادہ مزاج، نیک دل، نیک فطرت، عبادت گزار، دعا گو اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ آپ ایک ایسا نادر وجود تھے جو ہمہ وقت خدمت کے لئے تیار رہتا تھا۔ آپ ایک محنتی اصول پسند اور وقت کے پابند انسان تھے۔ کبھی غلط بات قبول نہیں کی۔ شعبہ تدریس میں آپ محنت سے پڑھانے کے لئے بطور مثال مشہور تھے۔ خلافت سے بے پناہ عقیدت، اطاعت اور ایمان داری آپ کے خون میں شامل تھی۔ آپ اپنے رب کے شکر گزار بندے تھے جس کی نصیحت انہوں نے اپنی آخری بیماری کے دوران ہم سب بچوں کو بٹھا کر کی کہ میں ایک مدرّس تھا لیکن جب میرے پر خدا کے فضل نازل ہونا شروع ہوئے تو میں ہر فضل پر اپنے رب کا شکر ادا کرتا تو وہ مجھ پر مزید فضل کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی میں وہ کچھ دیا جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے ہمیشہ اپنے رب کے شکر گزار بندے بننا اور اپنی اولادوں کو بھی شکر گزار بننے کی تلقین کرتے رہنا اور اپنے آپ کو خلافت اور نظام جماعت سے وابستہ رکھنا۔

جماعت جرمنی کا یہ پیارا وجود 4 جنوری 2016ء کو 80 سال کی عمر میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو گیا۔ 7 جنوری کو آپ کی نماز جنازہ بیت السبوح میں ادا کی گئی اور 8 جنوری کو آپ کی تدفین Süd Friedhof فرانکفرٹ میں عمل میں آئی۔ آپ 1/9 حصہ کے موصی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو 5 بیٹیوں اور 2 بیٹوں سے نوازا تھا جو سب خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس نیک وجود کی خدمات سلسلہ کو قبول فرمائے اور ہم سب لواحقین کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں، آمین۔

اک سے ہزار ہوویں

اللہ تعالیٰ نے مورخہ 19 جولائی 2020ء کو مکرم فائز احمد صدیق صاحب صدر جماعت Olpe کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "باسل احمد" رکھا ہے۔ نومولود مکرم صدیق احمد صاحب کا پوتا اور مکرم اعجاز احمد صاحب آف Dortmund کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے، آمین۔ (محمد انیس دیالگڑھی)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم زکریا انوری صاحب

میرے اکلوتے بھائی مکرم زکریا انوری صاحب 19 اپریل 2020ء کو دل کے شدید حملے کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ 29 اپریل 1956ء ربوہ میں پیدا ہوئے جب کہ اباجان مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب انوری مبلغ سلسلہ کے طور پر پہلی دفعہ گھانا (افریقہ) کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔حضرت مولوی محمد ابراہیم بقاپوری صاحبؓ میرے بھائی کی پیدائش کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

یکم اکتوبر 1955ء میں مولوی فضل الٰہی صاحب انوری نے مجھے نرینہ اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی۔جس پر میں نے متواتر چند یوم تک دعا کی۔تب مجھے بتایا گیا کہ:

”اس کے ہاں لڑکا ہوگا اور اس کا نام زکریا رکھنا“

(حیاتِ بقاپوری)

بھائی پرائمری پاس کرنے کے بعد چھٹی کلاس میں داخل ہوا تھا کہ ہم اباجان کے ساتھ نائیجیریا چلے گئے۔ وہاں پڑھائی تو جاری رہی لیکن 4 سال کے بعد وطن واپس آنے پر انہیں پڑھائی شروع سے ہی کرنی پڑی۔ اللہ کے فضل سے محنتی اور ذہین ہونے کی وجہ سے چند ماہ میں دسویں کا امتحان دے دیا اور اس میں کامیابی کے بعد گھر میں ہی ایف اے اور بی اے کی تیاری کر کے امتحان پاس کر لیا اور پھر اپنی خواہش کے مطابق بی ایڈ کرنے کے بعد تدریس کے شعبے سے منسلک ہوگئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد بطور استاد وقف کر کے یوگنڈا جانا چاہا لیکن وہاں تو نہ جاسکے تاہم نائیجیریا بھجوا دیئے گئے۔ یہاں قیام کے بارے میں ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں:

انہوں نے 6 سال نائیجیریا میں دو مختلف سکولوں میں کام کیا۔ چار سال 84-1981ء دسمبر Ahmadiyya secondary school Ayegunle اور دو سال 1985ء تا 1986ء onda school Nasrawa میں بطور وقف پڑھایا۔ اس کے بعد آپ ناروے چلے گئے جہاں 9 سال بطور مدرس ملازمت کی اور جماعت میں کچھ عرصہ بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق بھی پائی۔

کچھ عرصہ سے علیل تھے اور اپنی علالت کے باوجود حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنی باقی ماندہ زندگی وقف کرنے کی درخواست دے رکھی تھی۔

آپ نے پسماندگان میں بیوی کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جن میں سے تین شادی شدہ ہیں۔(حفصہ انوری Neu-Isenburg)

مکرم عبد الخالق صاحب

مکرم عبد الخالق صاحب ولد محمد حسین صاحب جماعت Dreieich مؤرخہ 17 جولائی 2020ء کو بقضائے الٰہی بعمر 75 سال وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ 1991ء میں جرمنی تشریف لائے اور Gießen میں رہائش ملی۔ جماعت Lollar میں آپ نے اپنا گھر نماز سنٹر کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔ آپ ایک فعّال داعی الی اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ دو گھرانوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ جماعتی پروگرامز میں پیش پیش، مہمان نواز، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ آپ نے پسماندگان میں 8 بیٹیاں، ایک بیٹا اور بیوہ یادگار چھوڑے ہیں۔(صدر جماعت Dreieich)

محترمہ ثریا احمد صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ ثریا احمد صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا نذیر احمد صاحب مرحوم حلقہ Nordweststadt مؤرخہ 30 جولائی 2020ء بروز جمعرات بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مرحومہ خوابوں کی بنا پر خود بیعت کر کے احمدی ہوئی تھیں اور پھر اپنے خاندان کی مخالفت کے باوجود اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 2/اگست 2020ء کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے پڑھائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔

(مرزا بشیر الدین محمود احمد)

مکرم محمد اسلم شاد صاحب

خاکسار کے والد محترم اور جماعت احمدیہ جرمنی کے ایک قدیمی ممبر مکرم محمد اسلم شاد صاحب آف حلقہ Nordwestzentrum فرانکفرٹ جرمنی مؤرخہ 25/جولائی 2020ء کو بعمر 76 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 1973ء میں جرمنی تشریف لائے۔ اس سے قبل ربوہ میں خدام الاحمدیہ میں ایک عرصہ تک اپنے حلقہ میں زعیم رہے۔ اسی طرح آپ کو وکالتِ تبشیر ربوہ میں بھی خدمت کی توفیق ملی جس کی وجہ سے جماعتی کاموں کا اچھا تجربہ رکھتے تھے۔ جرمنی آ کر جس جماعت میں بھی رہے بطور صدر جماعت یا کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ مجلس انصار اللہ میں زعیم اعلیٰ فرانکفرٹ کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق ملی اور مجلس انصار اللہ جرمنی کی نیشنل عاملہ میں بھی رہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دوروں کے دوران آپ شعبہ ملاقات میں ڈیوٹی دیتے تھے۔ اب وفات سے پہلے کافی عرصہ سے لوکل امارت کے دفتر میں خدمت سرانجام دے رہے تھے۔

آپ موصی تھے اور اپنے چندہ جات بروقت اور باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ آپ محترم صوبیدار عبدالمنّان صاحب سابق آفیسر حفاظتِ خاص حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے داماد اور مکرم عبد الرحمٰن صاحب مبشر فرانکفرٹ کے بہنوئی تھے۔

پسماندگان میں آپ کی اہلیہ، ایک بیٹا خاکسار محمد اکبر شاد، بیٹی اہلیہ محمد یعقوب صاحب اور متعدد پوتے، نواسے اور نواسیاں شامل ہیں۔(محمد اکبر شاد فرانکفرٹ)

مکرم مبشر احمد صاحب

ہمارے بھائی مکرم مبشر احمد صاحب حلقہ بورن ہائیم فرانکفرٹ 21 جولائی 2020ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ انا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ 23 جولائی کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں ادا کی گئی۔

(راحیلہ گلریز۔ گلاسگو یوکے)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

Kilometer

Gegen

Hass

مسجد نور

فرانکفرٹ

مسجد بیت الواحد

ہاناؤ

مسجد بیت الشکور

ناصر باغ گروس گیراؤ

Monthly
AKHBAR-E-AHMADIYYA
Germany

VOL 21 | ISSUE 08 | AUGUST 2020

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir